﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 23 | جمعۃ المبارک 07/اکتوبر 2016ء | 05/محرم 1438 ہجری قمری ❁ 07/اخاء 1395 ہجری شمسی | شمارہ 41

جھوٹ بھی خیانت ہے

حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ بھی ایک بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کرے اور وہ تجھے سچا سمجھے جبکہ تُو اس بات میں جھوٹا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 183 حدیث نمبر 16977)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اس (اللہ) نے فرمایا کہ ”تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے کہ جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ ہر دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف آئیں گے۔“ یہ ہے جو میرے ربّ نے فرمایا۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ کس طرح اس نے مدد کر کے دکھائی۔ لوگ میرے پاس فوج در فوج آئے اور مجھے تحائف اس کثرت سے بھیجے گئے گویا کہ وہ ایک سمندر ہے جو ہر آن ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ یہ اللہ کے نشانات ہیں جن کے نور کو تم دیکھ نہیں رہے۔ اور تم ان کے ظہور کے بعد بھی انکار کر رہے ہو۔

”کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ میں گوشہ گمنامی میں چھپا ہوا ایک بندہ تھا جو اعزاز اور مقبولیت سے اتنا دور تھا کہ میری طرف اشارہ تک نہیں کیا جاتا تھا۔ اور مجھ سے کسی نفع یا نقصان کی امید نہیں رکھی جاتی تھی۔ اور نہ ہی میں معروف لوگوں میں سے تھا۔ پھر میرے رب نے میری طرف وحی کی اور فرمایا کہ میں نے تجھے اختیار کیا اور چن لیا۔ پس تُو کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ اور اس (اللہ) نے فرمایا کہ ”تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے کہ جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ ہر دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف آئیں گے۔“ یہ ہے جو میرے ربّ نے فرمایا۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ کس طرح اس نے مدد کر کے دکھائی۔ لوگ میرے پاس فوج در فوج آئے اور مجھے تحائف اس کثرت سے بھیجے گئے گویا کہ وہ ایک سمندر ہے جو ہر آن ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ یہ اللہ کے نشانات ہیں جن کے نور کو تم دیکھ نہیں رہے۔ اور تم ان کے ظہور کے بعد بھی انکار کر رہے ہو۔ تم میرے معاملہ میں کیوں غور و فکر نہیں کرتے۔ میرے رب کے خبر دینے سے پہلے کیا تم نے میرا نام بھی کبھی سنا تھا۔ اور مَیں لوگوں میں سے ایسے عام شخص کی طرح مخفی تھا جو خواص اور عوام میں کبھی مذکور نہ ہوا ہو اور مجھ پر ایک لمبا زمانہ گزرا کہ میں کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ اور مَیں ایک ایسے شخص کی طرح زندگی گزار رہا تھا کہ جسے لوگ چھوڑ چکے ہوں۔ اور میری بستی مسافروں کے قصد سے بہت دور اور نظّارہ کرنے والوں کی نظروں میں حقیر ترین جگہ تھی۔ جس کے ٹیلوں کے نشان مٹ چکے تھے۔ اور جہاں ٹھہرنا ناپسند کیا جاتا تھا۔ اور جس کی برکتیں کم ہوگئیں تھیں اور جس کی تکالیف و مصائب بڑھ گئے تھے اور جو لوگ وہاں (قادیان میں) رہتے تھے وہ جانوروں کی طرح تھے اور وہ اپنی ظاہری ذلّت کی وجہ سے ملامت کرنے والوں کو دعوت دے رہے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ اسلام کیا ہے اور قرآن کیا ہے اور احکام کیا ہیں۔ پس یہ اللہ کی عجیب و غریب قضا و قدر میں سے ہے کہ اُس نے مجھے اس ویرانے میں مبعوث فرمایا تا کہ میں دین کے دشمنوں کے لئے برچھی کی مانند بن جاؤں۔ اور اس نے مجھے میری گمنامی کے زمانے اور میری قبولیت کے ایام میں بشارت دی کہ میں بہت جلد مرجع خلائق بن جاؤں گا اور کافروں کے حملہ کے مقابل ایک مضبوط دیوار بن جاؤں گا۔ اور میں صدر نشین کیا جاؤں گا اور میں دلوں کے لئے سینہ بنا دیا جاؤں گا۔ وہ دور دراز سے میرے پاس فوج در فوج تحائف اور قابل قدر ہدیے لے کر آئیں گے۔ یہ آسمانی وحی ہے جو حضرتِ کبریا کی طرف سے ہے کوئی من گھڑت بات نہیں اور نہ ہی خواہش نفس سے یہ کلام بنایا گیا ہے بلکہ یہ میرے بزرگ و برتر خدا کا وعدہ تھا جو اس کے ظہور سے پہلے ہی تمام دنیا کو لکھا گیا اور شائع کیا گیا اور اسے شہروں اور بستیوں میں بھیج دیا گیا، پھر وہ دوپہر کے سورج کی طرح ظاہر ہوگیا، اور تم دیکھتے ہو کہ لوگ فوج در فوج اتنے تحفے لے کر میرے پاس آتے ہیں جو شمار سے باہر ہیں۔ کیا اس میں عقلمندوں کے لئے نشان نہیں؟ اور اگر تو مجھے جھوٹا سمجھتا ہے تو خلق خدا کے سامنے میرا راز فاش کر اور میرا پردہ چاک کر۔ اور اس بستی کے رہنے والوں سے پوچھ شاید تجھے دشمن کی طرف سے مدد مل جائے۔ میں نے تو تجھے یہ بات بتا دی ہے تا کہ تو تحقیق کر کے صحیح راہ پا لے۔

پس اگر تجھے خوف خدا نہیں تو پھر اپنی ڈگر پر چلتا جا، اللہ تیری جگہ کسی اور کو لے آئے گا اور اگر تو اس سے ڈرتا ہے تو پھر دلیل بالکل واضح ہے اور معاملہ آسان ہے۔ اسلام نے موسم خزاں کے تھپیڑے کھائے ہیں۔ پس اب دیکھ کیا موسم بہار اور خوشگوار بادِ نسیم کا وقت نہیں آیا؟ اور تو دیکھتا ہے کہ ہمارے اس زمانہ میں دل خشک سالی کا شکار ہو گئے ہیں اور بارش کی نوید لانے والی ہواؤں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ پھر اللہ کی رحمت اپنی موسلا دھار بارش کے ساتھ نازل ہوئی اور قحط کا تدارک کیا اور کمال کر دیا۔ اور اللہ نے اس زمانہ میں چاہا کہ وہ ان کانٹوں کو دور کرے جو اسلام کے قدموں کو زخمی کر رہے ہیں۔ اور وہ اس کی راہ میں آنے والے ہر خاردار درخت کو کاٹ دے۔ اور زمین کو کمینوں سے پاک کرے۔ پس تو قبول کر یا قبول نہ کر۔ میں ہی موسم بہار کی بارش ہوں۔ اور میں نے نفسانی خواہش سے دعویٰ نہیں کیا بلکہ مَیں بلا نمونہ پیدا کرنے والے اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں تا مَیں دنیا کو اُس کے بتوں سے اور نفوس کو شہوات اور ان کے شیطان سے پاک کروں۔ کیا تُو اس افتاد کو نہیں دیکھتا جو اس ملّت پر آ پڑی ہے اور کیسے ایک خرابی پر خرابیوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اور وبا اہل خانہ سے نکل کر اڑوس پڑوس تک جا پہنچی ہے۔ اور موت نے مرنے والے کو اسی طرح پکارا جیسے اس نے اُسے دعوت دی تھی اور دین انسان پرستوں کے قدموں تلے روند دیا گیا ہے اور دشمنوں نے اس پر اژدھا کی طرح حملہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک ایسی بستی کی طرح ہو گیا جسے سیلاب نے تباہ و برباد کر دیا ہو یا اس زمین کی طرح جس پر گھوڑے چڑھ دوڑے ہوں۔ اس موقع پر اللہ نے یہ دیکھا کہ زمین ویران ہو گئی ہے۔ اور لوگوں کے خیالات بگڑ گئے ہیں۔ اور ان میں صرف دنیا کی خواہشات اور ہوا و ہوس باقی رہ گئے ہیں۔ اور دنیادار اس پر جھک گئے ہیں۔ پس ایسے وقت میں اللہ نے تمہارے درمیان مجھے تجدید دین اور ملت کی اصلاح و تزئین کے لئے کھڑا کیا۔ پس غور کرو اللہ تم پر رحم فرمائے۔ کیا میں تمہارے پاس مفتریوں کی طرح بے محل آ گیا ہوں؟ یا کہ میں شیطانوں کی چھینا جھپٹی کے وقت تمہاری مدد کے لئے آ پہنچا ہوں۔“

...................(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 62 تا 66۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10 مئی 2014ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ مناہل بھٹی (واقفۂ نو) بنت مکرم محمود احمد صاحب بھٹی مرحوم کا ہے، یہ جرمنی سے ہیں، عزیزم نبیل احمد شاد مربی سلسلہ ابن مکرم صغیر احمد شاد صاحب کے ساتھ اڑہائی ہزار یوروحق مہر پر یہ طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ نبیل احمد شاد مربی سلسلہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال یو کے سے جامعہ پاس کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے طالبعلموں میں شمار تھا۔ لیکن اچھے طالبعلموں میں شمار ہونا تبھی فائدہ دیتا ہے کہ جب میدان عمل میں بھی اور اپنی عملی زندگی میں بھی ہر موقع پر اپنے آپ کو اچھا ثابت کیا جائے۔ مربی سلسلہ کی ذمہ داری بہت بڑی ہے۔ جہاں اس کو جماعت کی تربیت اور تبلیغ کے لئے نمونہ بننا ہے وہاں اپنی عائلی اور گھریلو زندگی کے لئے بھی نمونہ بننا ہے اور یہ نمونہ ہی ہے جو بیویوں کو بھی اس راستہ پر چلاتا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا ہے کہ نکاح کر رہے ہو تو تقویٰ مدّنظر رکھو۔ قولِ سدید سے کام لو۔ رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھو۔ عبادت کی طرف توجہ دو۔ آئندہ زندگی کی طرف دیکھو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر مرد نمونہ ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کی بیوی کبھی اس پہ انگلی اٹھا سکے، اشارہ کر سکے کہ تم میں یہ یہ برائیاں ہیں۔ پس مرد جب نمونہ بنتے ہیں تو گھروں میں نیکیاں قائم ہوتی ہیں۔ بیویوں کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ مرد ہر بات برداشت کر سکتا ہے لیکن دین کے معاملہ میں کسی کمزوری کو وہ برداشت نہیں کرتا۔ پس یہ دینی نمونہ ہے جو ہر مرد کو دکھانا چاہئے۔ اور یہی نمونہ ہے جو پھر بچوں کی تربیت کا بھی باعث بنتا ہے۔ پس مربی سلسلہ کی بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی جس لڑکی نے مربی سلسلہ سے شادی کرنے کی حامی بھری ہو اس کی بھی یہ ذمہ داری ہے اور خاص طور پر جو واقفۂ نو ہے تو پھر اور بھی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ جہاں بھی میدان عمل میں مربی کو بھیجا جائے، جو کام بھی اس کے سپرد کئے جائیں، جیسے حالات میں بھی رکھا جائے اس میں رہنا ہے اور کسی قسم کا بھی اعتراض تو ایک جگہ رہا، ماتھے پر بل بھی نہیں آنا چاہئے۔ پس اگر دونوں لڑکا اور لڑکی اس طرح زندگیاں گزارنے والے ہوں تو پھر ایک دوسرے کی خاطر جہاں قربانی کا مادہ پیدا ہوتا ہے وہاں آپس میں سلوک اور محبت اور پیار کا رشتہ بھی بڑھتا ہے، تربیت کے وہ پہلو جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ سامنے رکھو ان کی طرف بھی توجہ رہتی ہے۔ پس اس لحاظ سے ہر شادی شدہ جوڑے کو بھی اور نئے شادی کرنے والوں کو بھی یہ بات سامنے رکھنی چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی زندگیاں گزارنی ہیں۔ چاہے وہ دنیاوی زندگی ہے، عام گھریلو معاملات ہیں یا دین سے متعلقہ ذمہ داریاں ہیں ان کو نبھانا ہے۔ لڑکی اور لڑکا دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی مکرم چوہدری کریم بخش صاحبؓ کی نسل میں سے ہیں۔

حضور انور نے دلہن کے ولی نسیم احمد شاہد بھٹی صاحب سے دریافت فرمایا: دلہن کے چچا ہیں آپ؟

اثبات میں جواب پر حضور انور نے اگلے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

دوسرا نکاح جو ہے وہ عزیزہ راضیہ ارشد مغل (یہ بھی واقفۂ نو ہیں) بنت مکرم محمد ارشد مغل صاحب کا ہے۔ یہ عزیزم سلیمان خاور ابن مکرم داؤد خاور صاحب آکسفورڈ کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے ولی ان کے بھائی مکرم آصف کریم احمد صاحب ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہاں اس جوڑے کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اچھی زندگی گزارنے کی ہدایات صرف واقفین زندگی کے لئے نہیں ہیں۔ یہ بچی تو ویسے بھی واقفۂ نو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو حکم دیا ہے، جو تلاوت کی جاتی ہیں اور یہ ہر ایک کے لئے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ایک دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھنی چاہئے اور برائیوں سے صرف نظر کرنی چاہئے تبھی اچھی زندگی گزر سکتی ہے۔ اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے، اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے رکھیں گے، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر کام کرنے والے ہوں گے تو تبھی ہر ایک معاملہ میں کامیابیاں بھی ہوتی ہیں اور سہولت بھی پیدا ہوتی ہے۔

حضور انور نے تمام نکاح کے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا۔ ایک نکاح کے ایجاب وقبول میں دلہن کے ولی نے پہلے ’’جی قبول ہے‘‘ کے الفاظ کہے اور پھر حضور انور کے توجہ دلانے پر ’’منظور ہے‘‘ کہا۔ اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ’جی قبول ہے‘ بھی ٹھیک ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

☆......☆......☆

حکایت دل ......(2)

حضور انور کے دورہ جرمنی اکتوبر 2015ء کی مختصر روئیداد

(ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ۔ جرمنی)

(یہ مضمون حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جرمنی اکتوبر 2015ء کی ذاتی سرگزشت پر مشتمل ہے۔ حسب سابق کوشش کی گئی ہے کہ قسط اوّل میں الفضل میں شائع شدہ امور کو غیر ضروری طور پر یہاں نہ دوہرایا جائے۔ اللہ کرے کہ یہ مضمون احباب کو خلافت احمدیہ سے تعلق اور اطاعت میں بڑھانے والا ثابت ہو۔ آمین۔ اس سلسلہ کی پہلی قسط جو کہ حضور کے دورہ جرمنی برموقع جلسہ سالانہ 2015ء پر مشتمل ہے الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ 9/اکتوبر 2015ء میں شائع ہو چکی ہے اور آن لائن دستیاب ہے۔)

....

مسجد صادق نورڈ ہورن

امسال جماعت جرمنی کی خوش قسمتی سے حضور نے جلسہ سالانہ کے علاوہ بھی جرمنی آنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس دفعہ دورہ کے دوران شعبہ امور خارجیہ سے متعلق صرف مساجد کی تقریبات کے پروگرام تھے۔ پہلا پروگرام بدھ کے روز چودہ تاریخ کو نورڈ ہورن میں مسجد صادق کی تقریب سنگ بنیاد تھی۔ نورڈ ہورن پچاس ہزار کی آبادی پر مشتمل ایک شہر ہے جو کہ ہالینڈ کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں کم وبیش پچاس کلومیٹر کے دائرہ میں پھیلی جماعت کی بچوں سمیت کل تجنید 24 ہے۔ میری رہائش بھی اسی ریجن میں ہے۔ چنانچہ نورڈ ہورن کے احباب سے پرانا تعلق ہے۔

پروگرام میں تبدیلی

تقریب سے محض دس دن پہلے ہمیں معلوم ہوا کہ حضور نے ہماری درخواست پر چار بجے شام کا پروگرام منظور تو فرما لیا ہے لیکن حضور کی خواہش تقریب کے بعد جلد فرینکفورٹ پہنچنے کی ہے۔ اس وقت تک کچھ دعوت نامے متعلقہ لوگوں کو بھجوائے جا چکے تھے۔ لیکن حضور کی خواہش کے پیش نظر مقامی جماعت کو کہا گیا کہ تقریب کا وقت دوپہر ایک بجے کر دیا جائے۔ بدھ کے روز ایک بجے لوگ کام پر ہوتے ہیں۔ اس بات کی لیکن ہمیں کوئی پریشانی نہ تھی کہ تقریب سے چند ہی روز پہلے اس تبدیلی کرنے اور ایسے وقت پر مہمان کیونکر آئیں گے۔ بار بار کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ حضور کے ساتھ پروگراموں میں مہمانوں کی کبھی کمی نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس تقریب میں ایک سو سے زائد مہمان شامل ہوئے۔ ان مہمانوں میں ایک سابق میئر بھی تھے جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں نورڈ ہورن آنے کی درخواست کی تھی۔ ان کی وہ خواہش اب حضور ایدہ اللہ کے دورہ کے ذریعہ پوری ہوئی۔

خلیفہ وقت کی خواہش کا احترام لازم ہے

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جماعت ایک بات کی درخواست کرتی ہے تو خلفاء اسے قبول فرما لیتے ہیں۔ اگر معلوم ہو جائے کہ خلیفہ وقت کی دلی خواہش کچھ اور ہے تو اجازت مل جانے کے باوجود اس بات سے رُک جانا چاہئے۔ اصرار کر کے لی گئی اجازت بابرکت نہیں ہوتی۔

حضور کا جماعت کی خاطر قربانی کرنا

اس بات کی ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ حضور اکثر جماعتی پروگراموں کی خاطر اپنے آرام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قربانی دیتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک دفعہ بڑا سخت تجربہ ہوا۔ میرا بطور سیکرٹری امور خارجیہ پہلا سال تھا اور حضور کے معمولات کا کچھ علم نہ تھا۔ چنانچہ اوپر تلے سیاستدانوں اور حکومتی نمائندوں کے ساتھ ملاقاتیں رکھ لیں۔ پروگرام منظوری کے لئے حضور کی خدمت میں بھجوایا تو حضور نے بلا تبصرہ منظور فرما لیا۔ جب ملاقاتیں شروع ہوئیں تو اس وقت احساس ہوا کہ سارا دن حضور کو آرام کرنے کے لئے وقت نہیں ملے گا۔ گرمیوں کے دن تھے چنانچہ راتیں ویسے ہی بہت چھوٹی تھیں۔ لیکن حضور نے اشارۃً بھی اظہار نہیں فرمایا کہ کیوں اس طرح پروگرام رکھے گئے ہیں۔ بلکہ اُلٹا حوصلہ افزائی فرمائی کہ بہت اچھا کام ہوا ہے اور ملاقاتیں بہت اچھی تھیں۔ عشاء پر حضور کے چہرہ پر تھکاوٹ کے اثرات دیکھ کر سخت شرمندگی ہوئی۔

کافی پینا

اس روز ایک اور زیادتی یہ بھی ہوئی کہ ہر ملاقات میں مہمانوں کو کافی پیش کرتے ہوئے مَیں ساتھ ہی حضور کی خدمت میں بھی کافی پیش کر دیتا۔ حضور مہمانوں کے احترام میں کافی پی لیتے۔ امیر صاحب بھی ان دنوں کافی پی لیا کرتے تھے چنانچہ وہ بھی کافی لیتے۔ جبکہ مجھے کافی کڑوی لگتی ہے اور چائے بھی کم ہی پیتا ہوں اس لئے میں پانی لیتا۔ تین ملاقاتوں میں تین کپ کافی پینے کے بعد چوتھی ملاقات میں جو میں نے پھر یہی عرض کیا [حضور کافی؟] تو حضور نے نہایت اطمینان سے فرمایا: No, thankyou۔ یعنی نہیں شکریہ۔ پھر ذرا توقف کے بعد فرمایا you give them company۔ یعنی آپ ان کا ساتھ دیں۔ چونکہ میں نے حضور کی خدمت میں کافی کے متعلق عرض کیا تھا، مہمانوں نے بھی کافی ہی لی تھی نیز حضور کا ارشاد ساتھ دینے کا تھا اس لئے اس روز میں نے کافی پی اور یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ مجھے کڑوی لگتی ہے۔

خلیفہ وقت کے حکم پر بلا تاویل عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تاویلات کے سلسلہ کی کوئی انتہا نہیں۔ مثلاً تاویل کرتے ہوئے کافی کی بجائے چائے پی کر بھی مہمانوں کا ساتھ دیا جا سکتا تھا۔ پھر مزید تاویل کرتے ہوئے چائے کی بجائے پانی پی کر ساتھ دینا بھی شائد ممکن ہو جاتا۔ اس لئے سیدھا سادہ مطلب جو کسی حکم کے الفاظ کا نکلتا ہے اسی پر عمل کرنا چاہئے۔

کافی پلانا

کافی کے ذکر سے یاد آیا کہ ایک مرتبہ کوبلنز میں جرمن افواج کے افسران سے حضور نے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد غیر رسمی گفتگو ہو رہی تھی اور فوجی افسران حضور کے پاس آ کر مختلف امور کے متعلق سوالات کر رہے تھے۔ محترمی امیر صاحب بھی حضور کے پاس موجود تھے۔ اتنے میں حضور کی خدمت میں کافی پیش کی گئی۔ اس پر حضور نے فرمایا [داؤد صاحب، امیر صاحب کو کافی لا دیں]۔ چنانچہ حسب ارشاد میں کافی بنانے کے لئے مقررہ جگہ پر پہنچا۔ ایک لحہ کو خیال آیا کہ کسی کو کہوں۔ پھر سوچا کہ حضور نے مجھے حکم دیا ہے اس لئے مجھے خود کافی بنا کر پیش کرنی چاہئے۔ چنانچہ ایک نوجوان سے پوچھا کہ کافی کیسے بناؤں؟ اس نے پوچھا کون سی طرح کی کافی؟ اول تو مجھے کافی کی اقسام کا پتہ ہی نہیں۔ کاپوچینو، لاٹے ماکیاٹو وغیرہ نام سن رکھے ہیں

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم ۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 419

مکرمہ احلام الصدر صاحبہ(2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرمہ احلام الصدر صاحبہ آف فلسطین کے سفرِ احمدیت میں سے ان کی بیعت تک کے احوال کا ذکر کیا تھا۔اس قسط میں اس کے بعد کے بعض واقعات بیان کئے جائیں گے۔

خلافت اور جماعت سے تعلق

وہ بیان کرتی ہیں کہ فلسطین کی نہایت مخلص احمدی خاتون سماح علاونہ صاحبہ کے ساتھ تو میری دوستی ہو چکی تھی اور میرے خاوند کو اس کا علم بھی تھا اس لئے ہمارا آپس میں اکثر رابطہ رہتا تھا۔ایک روز سماح نے کہا کہ ’’کفر صور‘‘ میں جماعت کے مرکز میں کچھ مہمان آرہے ہیں اگر تم آسکو تو نہ صرف احمدیوں سے ملاقات ہوجائے گی بلکہ اگر تمہارے کوئی سوال ہوں تو ان کا جواب بھی مل جائے گا۔ میں اپنے شوہر سے اجازت لے کر سماح کے ساتھ چل پڑی۔کفر صور پہنچے تو وہاں امیر جماعت کبابیر مکرم محمد شریف عودہ صاحب مکرم تمیم ابو دقہ صاحب اور مکرم ایمن المالکی صاحب کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔

میری ان سے بات ہوئی اور مَیں نے سوالات کئے جن میں سے اکثر کا تعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے تھا کیونکہ مجھے خلافت کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا اور میں اس مضمون کو ابھی صحیح طور پر سمجھ نہ سکی تھی۔ میرے سوالوں کے جواب اس قدر شافی اور تسلّی بخش تھے کہ میرا دل ان سب کے لئے دعاؤں سے بھر گیا۔

اس ملاقات کے بعد میرا جماعت سے تعلق مزید مضبوط ہوگیا۔میں نے اپنے بہن بھائیوں، والدہ اور خاوند کو بھی جماعت کے بارہ میں اور اپنے احمدی ہونے کے بارہ میں کھل کر بتادیا لیکن کسی نے اعتراض نہ کیا۔

خاوند کی مخالفت اور بیٹیوں کی بیعت

ایک روز سماح اپنی بہنوں کے ہمراہ میرے گھر آئی اور بتایا کہ کفر صور میں ایک میٹنگ ہے اور ہم تمہیں بھی لینے کے لئے آئی ہیں۔میں نے کہا کہ میرا خاوند اس کی اجازت نہیں دے گا۔سماح نے کہا کہ آپ انہیں بلائیں مَیں ان سے اجازت لے لیتی ہوں۔ میں نے انہیں بلایا اور پھر سماح نے جب یہ کہا کہ ہم احلام کو مرکز جماعت میں لے جانا چاہتے ہیں نیز آپ بھی اگر آنا چاہیں تو آپ کو بھی دعوت ہے۔تو یہ سنتے ہی ایسے لگا جیسے میرے خاوند کو سانپ نے ڈس لیا ہو۔اس نے شدید غصّہ کے عالم میں کہا کہ میری بیوی آج کے بعد میری اجازت کے بغیر کہیں نہیں جائے گی۔اور پھر بڑبڑاتا ہوا باہر نکل گیا۔میں نے سماح اور اس کی بہنوں سے معذرت کی اور وہ وہاں سے چلی گئیں۔

اس واقعہ کے بعد میرے خاوند کا رویّہ بدل گیا۔وہ بات بات پر احمدیت پر اعتراض کرنے لگا۔میں نے بھی صاف طور پر کہہ دیا کہ میں تمہاری اجازت کے بغیر گھر سے نہیں نکلوں گی لیکن احمدیت کسی طور نہیں چھوڑوں گی۔

باوجود اس کے کہ میرے خاوند کا مذہب اور دینی امور سے دُور کا بھی تعلق نہ تھا پھر بھی میری یہ بات سن کر اس کے دل میں خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھیں جس کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔لیکن جب میں نے احمدی بہنوں کے ہاں آنا جانا چھوڑ دیا تو میرا خاوند مطمئن ہوگیا، تاہم میں اپنے خاوند کو بتا کر احمدی بہنوں سے فون پر رابطے میں رہی اور اپنی بیٹیوں کو بھی احمدیت کے بارہ میں بتاتی رہی تا آنکہ میری بڑی بیٹی آیۃ نے اٹھارہ سال کی عمر میں بیعت کرلی۔ اس کے چند ماہ بعد ہی اس کی جڑواں بہن آلاء نے بھی بیعت کرلی۔اور بفضلہٖ تعالیٰ میری 11 سالہ بیٹی لجین بھی کہنے لگ گئی کہ وہ بھی احمدی ہے۔یہ دیکھ کر مجھے خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا احساس پہلے سے بڑھ کر ہونے لگ گیا اور میرا خدا تعالیٰ سے تعلق اور مضبوط ہوگیا۔

والدین کو بدل کرنے کی کوشش

میں نے بیٹیوں کے احمدی ہونے کی خبر اپنے خاوند کو بتائی تو اس نے سرد جنگ کا آغاز کردیا۔اس نے کہا کہ تم اپنے بارہ میں تو فیصلہ کرنے کی مجاز ہو لیکن میری بیٹیوں کو اس سے دور رکھو۔ پھر اس نے میری والدہ صاحبہ کے پاس بھی جاکر میری شکایت کی۔اگرچہ میری والدہ صاحبہ کو میرے احمدی ہونے کے بارہ میں علم تھا پھر بھی میرے خاوند کی شکایت پر ان کا غضب بھڑک اٹھا اور انہوں نے فوراً مجھے فون کرکے کہا کہ اگر تم نے یہ راستہ نہ چھوڑا تو میں تمہارے والد صاحب سے تمہاری شکایت کروں گی۔

کچھ دنوں کے بعد میں نے والدین کو راضی کرنے کی خاطر انہیں دعوت پر بلایا۔وہ ابھی گھر پہنچے ہی تھے کہ میرے خاوند نے بآواز بلند کہنا شروع کردیا کہ یہ احمدی ہوگئی ہے یہ کافر ہوگئی ہے۔میری والدہ صاحبہ تو پہلے ہی جانتی تھیں لیکن میرے والد صاحب کے لئے یہ خبر نئی تھی۔یہ خبر بتاتے ہی میرا خاوند ’’الخزائن الدفینۃ‘‘(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف موضوعات پر تحریرات کا مجموعہ) اٹھا لایا اور میرے والدین سے کہنے لگا کہ دیکھو اس نے کس شخص کی بیعت کی ہے۔اور پھر تمسخر اور استہزاء کے رنگ میں باتیں کرتے ہوئے اس کتاب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر نکال کے دکھانے کے لئے ورق گردانی کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسی مت ماری کہ وہ ساری کتاب الٹ پلٹ کے دیکھتا رہا لیکن اسے تصویر نہ ملی حالانکہ حضور علیہ السلام کی تصویر شروع کے صفحات میں تھی۔ جب وہ تصویر نکال کے استہزاء کرنے میں ناکام رہا تو مجھے ہی الزام دینے لگ گیا کہ گویا میں نے تصویر پھاڑ کر چھپا دی ہے۔میں نے مسکراتے ہوئے قسم کھا کر کہا کہ میں نے نہیں چھپائی۔ بہرحال میرے والد صاحب نے مجھ سے تفصیل پوچھی تو میں نے انہیں احمدیت کے بارہ میں مختصرًا کچھ بتادیا جسے سنتے ہی وہ میری والدہ صاحبہ سے کہنے لگے کہ اٹھو ہم اس کے گھر میں مزید نہیں رہ سکتے اور جب تک یہ اپنے نئے دین سے تائب نہیں ہوتی اس وقت تک ہم اس کے گھر میں نہیں آئیں گے۔میں نے کہا کہ ایسے لگتا ہے کہ ہم دوبارہ دورِ جاہلیت میں چلے گئے ہیں کیونکہ اپنی عقل اور سمجھ کو خیر باد کہہ کر بغیر کسی دلیل اور منطق کے آباؤ اجداد کے طریق کی طرف لوٹنے پر مجبور کیا جارہا ہے، لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کرسکتی۔والدہ صاحبہ منتیں کرتی رہ گئیں لیکن والد صاحب نے ایک نہ سنی اور کھانا کھائے بغیر ہی وہاں سے چل دیئے۔مجھے اس وقت سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہو رہا تھا کہ میں نے زندگی میں کبھی اپنے والد صاحب کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کی تھی خواہ مجھے اس میں واضح طور پر اپنا نقصان ہی نظر آرہا ہوتا تھا۔لیکن یہ مسئلہ عقائد اور ایمان کا تھا اور اس میں میرے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا۔میری والدہ مجھے بار بار کہتی رہیں کہ تم اپنے والد صاحب کے سامنے کہہ دو کہ تم نے احمدیت چھوڑ دی ہے پھر بے شک احمدیت پر قائم رہو۔لیکن میں نے یہ کہہ کر ان کی بات ماننے سے انکار کردیا کہ میں یہ منافقت نہیں کرسکتی۔

کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ میرے والد صاحب سب کچھ بھول گئے۔خصوصًا اس لئے بھی کہ انہوں نے مجھے پہلے سے زیادہ صوم وصلاۃ کی پابندی کرتے دیکھا تو ان کی میرے بارہ میں سوچ بدل گئی۔

والدہ صاحبہ کا موقف اور ایمانی تقاضا

اس عرصہ میں مَیں نے اپنی سہیلیوں وغیرہ کو تبلیغ شروع کردی۔وہ میری باتیں غور سے سنتی تھیں لیکن مجھے اکثر کہتی تھیں کہ تم اس جماعت کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاؤ گی۔ میں انہیں یہی کہتی تھی کہ تم چونکہ اس حلاوت اور سکینت سے ناآشنا ہو جو مجھے اس جماعت میں شامل ہوکر حاصل ہوئی ہے اس لئے ایسی باتیں کہہ رہی ہو۔میں اس جماعت سے دُوری کا سوچ بھی نہیں سکتی کیونکہ یہی حقیقی اسلام ہے۔اسی عرصہ میں میں نے اپنی والدہ کو جماعت کے بارہ میں جاننے اور کبابیر میں مرکز جماعت دیکھنے کی دعوت دی۔انہوں نے دعوت قبول کرتے ہوئے کہا کہ میں اس وجہ سے جاؤں گی کہ شاید وہاں جاکر مجھے تمہارے خلاف کوئی ایسی دلیل مل جائے جو تمہیں احمدیت سے واپس لانے میں ممد ومعاون ثابت ہو۔مجھے اس فیصلہ سے بہت خوشی ہوئی اور میں نے امیر صاحب کبابیر کو بتایا تو وہ خوشی خوشی اپنی گاڑی پر آئے اور والدہ صاحبہ کو طولکرم سے لے گئے اور پھر کبابیر میں خوب ضیافت کی اور واپسی پر نابلس میں انہیں چھوڑنے کے لئے آئے تو میرے اپاہج بھائی محمود سے بھی مل کر گئے۔میری والدہ صاحبہ پر اس ملاقات کا بہت اچھا اثر ہوا۔وہ امیر صاحب اور ان کے اہل خانہ کے حسن ضیافت کی بہت تعریف کرنے لگیں اور آہستہ آہستہ پروگرام ’الحوار المباشر‘ بھی دیکھنے لگ گئیں۔

میری یہ خوشی دیر پا ثابت نہ ہوئی کیونکہ میرا بھائی محمود احمدیت کے بارہ میں تحقیق کرنے لگ گیا اور پھر جماعت کے مخالفین کے پروپیگنڈے کو پڑھ کر یہ نتیجہ اخذ کر بیٹھا کہ احمدیت کفر ہے۔چنانچہ وہ میری والدہ کے کان بھرنے لگا یہاں تک کہ والدہ صاحب نے اس کی تصدیق اور میری تکذیب کرنی شروع کردی۔

اس دوران میرے خاوند کے ساتھ بھی میرا اختلاف بڑھا تو میں نے ایک روز اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ میں روز روز کے جھگڑے اور بے عزتی کو مزید برداشت نہیں کرسکتی اور اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتی ہوں۔

میری والدہ صاحبہ نے کہا کہ میں تمہارے خاوند سے تمہاری علیحدگی میں مدد کروں گی بشرطیکہ تم احمدیت چھوڑ دو۔میرے انکار پر انہوں نے کہا کہ اچھا پھر تم دونوں میں سے ایک کو چھوڑ دو یا مجھے یا احمدیت کو۔

میں نے والدہ صاحبہ سے کہہ دیا کہ آپ میرے لئے بہت عزیز اور پیاری ہیں لیکن براہ کرم میرے ایمان اور میرے خدا سے تعلق کے معاملہ میں دخل نہ دیں۔

جہانِ اذیت

میری والدہ صاحبہ کو تو بات سمجھ آگئی لیکن میرے خاوند کی مخالفت بڑھتی گئی یہاں تک کہ اس نے بات بے بات مجھے تنگ کرنا شروع کردیا۔اس عذاب اور تکلیف دہ صورتحال کی تفصیل بہت لمبی ہے کیونکہ ہر روز تعذیب واہانت کی نئی داستان رقم ہوتی اور ہر روز میرے صبر کا امتحان ہوتا۔میں بچیوں کی خاطر برداشت کرتی رہی لیکن ایک دن تو حد ہی ہوگئی کہ میرے خاوند نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا، مجھے مارا اور گندی گالیاں دینے لگ گیا۔یہ سب کچھ میری بچیوں کے سامنے ہوا۔میں حیران تھی کہ وہ شخص جسے مذہب سے دُور دُور کا کوئی واسطہ نہیں، جو گالیاں دیتا اور بدکلامی کرتا ہے، جو اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے اور اس کے صبر کے باوجود اس پر ہاتھ اٹھاتا ہے، وہ یہ سب کچھ دینی غیرت کی وجہ سے کر رہا تھا اسے اپنا ہر فعل اسلامی لگ رہا تھا۔اسے اگر کوئی بات غیر اسلامی لگ رہی تھی تو وہ میری امام الزمان علیہ السلام کی بیعت تھی۔

بہرحال ہمارے اختلاف کا قصہ بہت طویل چلا۔ میں متعدد بار اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔میرا خاوند مختلف رشتہ داروں کے ذریعہ اور خود آآ کر آئندہ ایسا نہ کرنے کے وعدے کرکے مجھے لے جاتا رہا اور گھر جاتے ہی سب کچھ بھول جانے کی روش پر بھی قائم رہا۔کبھی ایم ٹی اے دیکھنے پر لڑائی شروع ہوجاتی۔کبھی جماعتی کتب کے مطالعہ پر اور کبھی محض شکوک کی بناء پر ہی مجھ پر اپنے فیصلہ کی تلوار سونت کر کھڑا ہوجاتا کہ اعتراف کرو کہ تم نے فلاں کام اسی وجہ سے کیا ہے جس کا مَیں ذکر کررہا ہوں۔اس عرصہ کی تفصیل نہایت دردناک ہے اور مجھے ایک ایک لمحہ کی کہانی یاد ہے اور اس ایک ایک لمحہ میں پنہاں جہانِ اذیّت کو میں کبھی نہیں بھول سکتی۔لیکن خدا کا فضل ہے کہ اس نے صبر اور برداشت کی قوت عطا فرمائی۔

قصوروار کون؟

میرے ساتھ تُو تُو مَیں مَیں کرنے سے میرا خاوند بھی بیمار ہوگیا۔جب ڈاکٹر نے سارے چیک اپ کے بعد یہ کہا کہ اسے سوائے نفسیاتی بیماری کے اور کچھ نہیں ہے تو گھر آکر اس نے بہت شور مچایا۔اس کے شور کرنے اور مجھے بار بار الزام دینے سے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے میں نے ڈاکٹر کو کہہ دیا تھا کہ وہ میرے خاوند کی بیماری کی تشخیص میں یہ بیان دے کہ اسے نفسیاتی بیماری ہوگئی ہے۔

الغرض جب میری ہمت جواب دینے لگی اور خاوند کی اصلاح کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں تو میں اپنی بچیوں کو لے کر پیدل ہی اپنی بہن کے گھر کی طرف چل پڑی۔ہم ایک سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر چل رہے تھے کہ ایسے میں میرا خاوند پیچھے سے آیا اور فٹ پاتھ پر گاڑی چڑھا کر مجھے کچلنے کی کوشش کی۔مَیں گر گئی اور لوگوں نے آکر مجھے اٹھایا لیکن معاشرے کی بے حسی کا اندازہ لگائیں کہ انہیں جب یہ پتہ چلا کہ مجھے کچلنے کی کوشش کرنے والا میرا خاوند ہے تو سب چھوڑ چھاڑ کر چلے گئے کہ یہ عائلی معاملہ ہے۔ گویا ہمارا معاشرہ بھی خاوند کو حق بجانب سمجھتا ہے کہ وہ جہاں چاہے اور جب چاہے اور جو چاہے اپنی بیوی کو سزا دے سکتا ہے۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس صورتحال میں مزید چلنا تو ناممکن تھا اس لئے مجبورًا مجھے وہاں سے ٹیکسی لے کر اپنی بہن کے گھر جانا پڑا۔

(باقی آئندہ)

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی اگست وستمبر 2016ء

انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔ تقریب آمین۔ جلسہ گاہ کالسروئے کے لئے روانگی۔ معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ۔

کارکنان جلسہ سالانہ سے خطاب اور مختلف انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے زرّیں ہدایات۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندگان کو انٹرویو۔ خطبہ جمعہ کے ساتھ جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح۔

ٹی وی، ریڈیو، اخبارات اور نیوز ایجنسیز کے نمائندوں کے ساتھ پریس کانفرنس

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

31 اگست 2016ء بروز بدھ

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بج کر 40 منٹ پر تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرکز لندن اور دنیا کے مختلف ممالک سے موصول ہونے والی ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں۔ جرمنی کی جماعتوں سے بھی روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں خطوط موصول ہوتے ہیں۔ یہ خطوط اردو، انگریزی اور جرمن زبان میں ہوتے ہیں۔ جرمن زبان کے خطوط کے ساتھ ساتھ تراجم کئے جاتے ہیں اور یہ سب خطوط بھی روزانہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور حضورانور ان سب خطوط اور رپورٹس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ہدایات سے نوازتے ہیں۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج 39 فیملیز کے 144/افراد اور پچاس افراد نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ یہ فیملیز جرمنی کی مختلف 38 جماعتوں سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔

ان سبھی نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر کچھ وقت کے لئے تشریف لے گئے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق 6 بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتر تشریف لائے اور فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقات کا پروگرام شروع ہوا۔

آج شام کے اس سیشن میں 35 فیملیز کے 138 افراد اور پچاس (50) افراد نے انفرادی طور پر ملاقات کا شرف پایا۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی 34 مختلف جماعتوں سے آئی تھیں۔ اور بعض فیملیز اور احباب بڑے لمبے سفر طے کر کے ملاقات کی سعادت کے حصول کے لئے پہنچے تھے۔

کاسل سے آنے والے 200 کلومیٹر، Hannover سے آنے والے 350 کلومیٹر، Ulm-Donau سے آنے والے 310 کلومیٹر اور ہمبرگ سے آنے والے 500 کلومیٹر اور برلن سے آنے والے احباب اور فیملیز 550 کلومیٹر کا لمبا سفر طے کر کے ملاقات کے لئے پہنچے تھے۔

جرمنی سے آنے والی ان فیملیز اور انفرادی احباب کے علاوہ بیرونی ممالک پاکستان، بورکینافاسو، آسٹریلیا، قادیان (انڈیا) لیتھوانیا (Lithuania)، تاجکستان (Tajikstan) اور گیمبیا (Gambia) سے آنے والے افراد اور فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

اس طرح آج کے دن مجموعی طور پر 382/افراد نے ملاقات کا شرف پایا۔ اور ہر ایک ان میں سے برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا۔ بیماروں نے اپنی شفایابی کے لئے دعائیں حاصل کیں۔ پریشانیوں اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں نے اپنی تکالیف دُور ہونے کے لئے دعا کی درخواستیں کیں اور تسکین قلب پاکر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔ بعضوں نے اپنے مختلف معاملات اور کاروبار کے لئے رہنمائی حاصل کی۔ طلباء و طالبات نے اپنے امتحانات میں کامیابی کے لئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔ غرض ہر ایک نے اپنے محبوب آقا کی دعاؤں سے حصہ پایا۔ اور یہ مبارک ساعتیں ان کے لئے آب حیات بن گئیں۔

سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر 40 منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

تقریب آمین

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تیس بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی:

عزیزہ فائزہ امتیاز وڑائچ، عزیزہ رُشبہ داؤد، عزیزہ علیشہ رضا، عزیزہ کاشفہ منان، عزیزہ امۃ الباری منان، عزیزہ سارہ رائے، عزیزہ باسمہ اعجاز، عزیزہ کاشفہ حمید۔

تمثیل احمد، فائز احمد، محسن احمد الطاف، عظیم احمد الطاف، رانا عطا محمود، سعد شریف خالد، عطا علیم خان، فراست احمد، ساحر سمیر احمد، شیخ جازب احمد، سلمان عطاء، مرتاض احمد، وجدان رحیم، فراست محمود، شاہ زیب اسد احمد، کاشف محمود پرویز، فاران احمد ظفر، توقیر احمد ثاقب، عطاء الشافی احمد، اظفر معتصم (جری اللہ)، طاہر احمد مصطفیٰ، مصوّر احمد بھٹی۔

تقریب آمین کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

یکم ستمبر 2016ء بروز جمعرات

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بج کر 40 منٹ پر تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جلسہ گاہ کالسروئے کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق جلسہ گاہ کالسروئے (Karlsruhe) کے لئے روانگی تھی۔

پانچ بج کر 45 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور دعا کروائی اور قافلہ کالسروئے شہر کے لئے روانہ ہوا۔

بیت السبوح فرینکفرٹ سے کالسروئے شہر کا فاصلہ 160 کلومیٹر ہے۔ یہ جگہ جہاں جلسہ کا انعقاد ہوتا ہے K.Messe کہلاتی ہے۔ اس کا کُل رقبہ ایک لاکھ پچاس ہزار مربع میٹر ہے اور اس کا Covered حصہ 70 ہزار مربع میٹر ہے۔ اس میں چار بڑے ہال ہیں اور یہ چاروں ہال ایئر کنڈیشنڈ ہیں۔ ہر ہال کا رقبہ 1250 مربع میٹر ہے اور ہر ہال میں کرسیوں پر بارہ ہزار افراد بیٹھ سکتے ہیں۔

مجموعی طور پر ان چاروں ہالوں سے ملحق 128 بیوت الخلاء ہیں۔ علاوہ ازیں اس ایریا کے اندر بہت سے دفاتر ہیں اور بہت سے چھوٹے ہال بھی ہیں۔ یہاں دس ہزار گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ موجود ہے۔

قریباً ایک گھنٹہ 55 منٹ کے سفر کے بعد سات بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ گاہ تشریف آوری ہوئی۔ مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب افسر جلسہ سالانہ جرمنی اور مکرم حافظ مظفر عمران صاحب افسر جلسہ گاہ جرمنی نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عمارت کے اندر تشریف لے آئے تو کارکنان نے بڑے پُرجوش انداز میں نعرے لگائے۔

معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ

بعد ازاں پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ شروع ہوا۔

نائب افسران جلسہ سالانہ اور ناظمین ایک قطار میں کھڑے تھے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اُن کے پاس سے گزرے اور اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا۔

سب سے پہلے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمائش کا معائنہ فرمایا۔ ''اسلام اور قرآن Exhibition'' کے نام سے یہاں نمائش لگائی گئی ہے۔ اس میں تبلیغی نمائش کے علاوہ ''ریویو آف ریلیجنز (جرمن)'' اور ایک پروگرام ''القلم'' کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس نمائش میں مقامی انتظامیہ کے علاوہ لندن سے ریویو آف ریلیجنز کی ایک ٹیم بھی کام کر رہی ہے۔

نمائش کے بالمقابل شعبہ خدمت خلق، کارڈ چیکنگ سسٹم اور افسر جلسہ سالانہ اور رہائش مہمانان بیرون از جرمنی کے دفاتر تھے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان دفاتر اور شعبوں کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے شعبہ ایم ٹی اے (MTA-Editing) میں تشریف لے گئے۔ اس شعبہ کے انتظام کے تحت درج ذیل شعبے کام کر رہے ہیں:

1۔ آف لائن (Offline)
2۔ ایڈیٹنگ (Editing)
3۔ گرافکس (Graphics)
4۔ سوشل میڈیا (Social Media)

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منتظمین سے بعض امور سے متعلق دریافت فرمایا۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ مین ہال سے باہر

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہر انسان جو دنیا میں آتا ہے ایک دن اس نے اس دنیا سے رخصت ہونا ہے بلکہ کسی چیز کو بھی ہمیشگی نہیں ہے۔ بعض انتہائی بچپن میں اللہ تعالیٰ کے پاس چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ بعض جوانی میں، بعض بڑی عمر میں ہو کر اور بعض لوگ اپنی عمر کے انتہائی حصہ کو پہنچتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اَرْذَلِ الْعُمُر کہا ہے، جس عمر میں پہنچ کر پھر دوبارہ ان کی بچپنے کی، محتاجی کی اور بے علمی کی حالت ہو جاتی ہے۔ آخر وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر تکلیف اور مشکل اور افسوس اور صدمہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی دعا سکھائی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لَوٹنے والے ہیں۔ اور جب اس دنیا سے رخصت ہونے والے کے قریبی انتہائی صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں، یہ دعا پڑھتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ جہاں مرحوم کے درجات بلند کرتا ہے وہاں پیچھے رہنے والوں کے تسکین کے سامان بھی پیدا فرماتا ہے۔

عزیزم رضا سلیم (ابن مکرم سلیم ظفر صاحب) متعلّم جامعہ احمدیہ یوکے کی اٹلی میں ہائیکنگ کے دوران ایک حادثہ میں ناگہانی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 16 ستمبر 2016ء بمطابق 6 تبوک 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

ہر انسان جو دنیا میں آتا ہے ایک دن اس نے اس دنیا سے رخصت ہونا ہے بلکہ کسی چیز کو بھی ہمیشگی نہیں ہے۔ بعض انتہائی بچپن میں اللہ تعالیٰ کے پاس چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ بعض جوانی میں، بعض بڑی عمر میں ہو کر اور بعض لوگ اپنی عمر کے انتہائی حصہ کو پہنچتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اَرْذَلِ الْعُمُر کہا ہے، جس عمر میں پہنچ کر پھر دوبارہ ان کی بچپنے کی، محتاجی کی اور بے علمی کی حالت ہو جاتی ہے۔ آخر وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک کے قریبی رشتہ دار کو اپنے قریبیوں کے دنیا سے رخصت ہونے کا صدمہ ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی عمر میں رخصت ہوا ہو۔ لیکن بعض وجود ایسے ہوتے ہیں جن کے اس دنیا سے رخصت ہونے پر، وفات پانے پر، افسوس کرنے والوں کا دائرہ بڑا وسیع ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسی پسندیدہ شخصیت نوجوانی میں اور اچانک اس دنیا سے رخصت ہو جائے تو دکھ اور افسوس بہت بڑھ جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر تکلیف اور مشکل اور افسوس اور صدمہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی دعا سکھائی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لَوٹنے والے ہیں۔ اور جب اس دنیا سے رخصت ہونے والے کے قریبی انتہائی صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں، یہ دعا پڑھتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ جہاں مرحوم کے درجات بلند کرتا ہے وہاں پیچھے رہنے والوں کے تسکین کے سامان بھی پیدا فرماتا ہے۔

پچھلے دنوں ہمارے ایک بہت ہی پیارے عزیز، جامعہ احمدیہ کے طالبعلم رضا سلیم کی ایک حادثے کے نتیجہ میں تئیس (23) سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک عزیز نے مجھے بتایا کہ ان کے دوست اپنی اہلیہ کے ساتھ اطلاع ملنے کے دو گھنٹے کے اندر ہی مرحوم کے والدین کے پاس افسوس کے لئے گئے تو کہتے ہیں کہ میری بیوی کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب عزیز مرحوم کی والدہ نے کہا کہ وہ میرا بہت ہی پیارا بیٹا تھا لیکن اس کو بلانے والا اس سے بھی پیارا ہے۔ یہ مومنانہ شان کا وہ جواب ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والوں میں نظر آتا ہے۔ کوئی چیخنا چلّانا نہیں، ہاں افسوس ہوتا ہے۔ اس میں انسان روتا بھی ہے۔ صدمہ کی انتہائی حالت بھی ہوتی ہے۔ اور ماں سے زیادہ کس کو جوان بچے کی وفات کا احساس ہو سکتا ہے۔ اس سے زیادہ کس کو تکلیف ہو سکتی ہے۔ یا باپ سے زیادہ کس کو اپنے جوان بچے کے رخصت ہونے کا احساس ہو سکتا ہے۔ باپ کے متعلق مجھے یہی بتایا گیا کہ حادثہ کی اطلاع ملتے ہی انتہائی صدمہ کی حالت میں تھے۔ روئے بھی اور دعا بھی کر رہے ہوں گے لیکن جب صورتحال واضح ہو گئی، اور تھوڑی دیر بعد ہی جب یہ اطلاع ملی کہ وفات ہو گئی ہے تو اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر پُرسکون ہو گئے۔ پس یہی حقیقی مومنانہ شان ہے۔ جوان بچے کی اچانک موت کو اتنی جلدی بھلایا تو نہیں جا سکتا لیکن ایک مومن اپنے درد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر بیان کرتا ہے۔ روتا بھی ہے اور تسکین قلب اور مرحوم کے درجات کی بلندی کے لئے دعا بھی کرتا ہے۔

مَیں جرمنی کے سفر پر تھا۔ واپسی کا سفر اس دن شروع ہوا تھا۔ سفر شروع کرنے سے پہلے ہی مجھے اطلاع ملی کہ حادثہ ہو گیا ہے اور پھر راستے میں وفات کی اطلاع بھی ملی۔ عزیز بچے کا چہرہ بار بار میرے سامنے آتا رہا۔ دعا کی توفیق بھی ملتی رہی۔ بڑا ہی پیارا بچہ تھا۔ جامعہ یوکے (UK) کے بچے باقاعدگی سے کیونکہ مجھے ملتے رہتے ہیں اس لئے ہر ایک سے ایک ذاتی تعلق بھی ہے اور ان سے واقفیت بھی ہے۔ ملاقات کے دوران اگر میرے پاس کچھ وقت ہو تو سوال و جواب بھی کر لیتے ہیں۔ اس بچے کی آخری ملاقات جب میرے ساتھ ہوئی تو کچھ سوال اس کے ذہن میں تھے۔ اس کے جواب میں کچھ وقت لگا۔ کافی تفصیل سے میں نے اس کو بتایا۔ مجھے تو یہ اس کے والد کے کہنے پر یاد آیا کہ اس ملاقات کے بعد عزیزم رضا بڑا خوش تھا کہ آج کم و بیش پندرہ سولہ منٹ کی ملاقات میں میرے سوال کا تفصیلی جواب مجھے ملا۔ ہمیشہ اس کی آنکھوں میں خلافت کے لئے ایک خاص پیار اور چمک ہوتی تھی۔ جب عزیز جامعہ میں داخل ہوا ہے تو میرا خیال تھا کہ شاید اس کو کھیل کود میں زیادہ دلچسپی ہو اور اخلاص و وفا بھی جیسا ہر احمدی کا ہوتا ہے ویسا ہی ہو گا اور اتنی بچپن کی عمر میں تو جو بچوں کا ہوتا ہے وہی ہو گا۔ لیکن اس بچے نے میرے اندازے کو بالکل غلط ثابت کر دیا۔ پڑھائی میں بھی ہوشیار نکلا۔ بیشک کھیلوں میں دلچسپی تھی۔ اور اخلاص و وفا میں بھی بہت بڑھا ہوا تھا۔ ایک جذبہ تھا کہ خلافت اور دین کی حفاظت کے لئے مَیں ننگی تلوار بن جاؤں اور جیسا کہ بعض حالات اس کے دوستوں نے لکھے ہیں اس نے یہ کر کے بھی دکھایا۔ بیشمار لکھنے والے اس کے دوستوں نے، اس کے کلاس فیلوز نے، جامعہ کے طلباء نے، بہن بھائی اور والدین نے مجھ سے اس کی خوبیوں کا ذکر کیا۔ ایک بات تو تقریباً ہر ایک نے لکھی کہ عاجزی، خوش خلقی، دین کی غیرت، خلافت سے تعلق اور محبت، مہمان نوازی، جذبات کا احترام یہ اس کے خاص وصف تھے۔ ایسے لوگ جن کی ہر ایک تعریف کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان لوگوں میں شامل ہوتے ہیں جن پر جنّت واجب ہو جاتی ہے۔ اور یہ بچہ تو دین کی خدمت کا ایک خاص جذبہ رکھتا تھا اور شاید کھیلوں اور ہائیکنگ وغیرہ میں بھی اس لئے حصہ لیتا تھا کہ صحتمند جسم دین کی خدمت کے لئے ضروری ہے۔ اس کے کوائف لکھنے والوں نے اس پیارے بچے کے بارے میں جو اظہار کئے ہیں وہ ہر ایک اظہار ایسا ہے جو اس کی خوبیوں کو ظاہر کرتا ہے۔

عزیزم رضا سلیم جو ہمارے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے کارکن سلیم ظفر صاحب کے بیٹے تھے 10 ستمبر 2016ء کو اٹلی میں ہائیکنگ کے دوران ایک حادثہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَاِنَّـا اِلَیْـہِ

رَاجِعُوْنَ ۔ یہ 27؍ستمبر 1993ء کوگلفورڈ، یوکے (UK) میں پیدا ہوئے تھے۔ وقفِ نَو کی تحریک میں شامل تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے پڑدادا محترم الٰہ دین صاحب کے ذریعہ آئی جن کا تعلق قادیان کے قریب ایک گاؤں سے تھا۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ عزیز نے 2012ء میں جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ لیا۔ وہ اپنے خاندان میں پہلے مربی بن رہے تھے اور درجہ ثالثہ پاس کر چکے تھے اور رابعہ میں جانے والے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ وصیت کا فارم انہوں نے فِل کر دیا ہوا تھا اور کارروائی ہو رہی تھی جس پر مَیں نے کار پرداز کو لکھا کہ وصیت ان کی منظور ہے۔ والدین کے علاوہ ان کے دو بہنیں اور دو بھائی بھی ہیں۔

حافظ اعجاز احمد صاحب جو جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کے استاد ہیں اور ہائیکنگ کے انچارج بھی ہیں وہ ساتھ گئے ہوئے تھے۔ وہ اس واقعہ کی کچھ تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم نے ایک روز قبل پہاڑ کی چوٹی مکمل کی اور رات تقریباً پانچ سو میٹر نیچے ایک hut میں گزاری۔ اوپر سے نیچے آ گئے تھے۔ جو مشکل رستہ تھا وہ طے کر چکے تھے۔ جہاں ہمارے ساتھ تقریباً دس کے قریب دیگر ہائیکرز بھی تھے۔ صبح تقریباً 8 بجے ہم hut سے واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔ اس وقت موسم بھی بالکل صاف تھا۔ ہم سب قطار میں اکٹھے جا رہے تھے کہ یکدم عزیزم رضا سلیم کا پاؤں پھسلا یا کسی پتھر سے ٹکرایا جس کی وجہ سے وہ سنبھل نہ سکے اور تیز رفتاری سے ڈھلوان ہونے کی وجہ سے آگے کی طرف بھاگے مگر قابو نہ رکھ سکے اور سر کے بل نیچے گرے انہوں نے سر پر ہیلمٹ پہن رکھا تھا مگر اس کے باوجود نیچے گرنے کی وجہ سے سر پہ چوٹ آئی۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ گرنے کے دوران میں یا پہلے ہی بیہوشی کی کیفیت تھی یا چوٹ لگنے سے پہلے ہی سانس رُک گیا تھا کیونکہ سیدھے گرے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ اتنے میں خاکسار نے ان کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ پھر ایک اور طالبعلم عزیزم ہمایوں جو آگے جا رہے تھے ان کو آواز دی انہوں نے بھی پکڑنے کی کوشش کی۔ عزیزم ہمایوں کا ہاتھ ان کو لگا بھی مگر وہ پکڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ عزیزم رضا سلیم گہرائی کی طرف گر گئے۔ حادثہ دیکھ کر بعض دوسرے طالبعلموں نے بھی ان کو بچانے کے لئے نیچے جانے کی کوشش کی۔ مگر کہتے ہیں مَیں نے ان کو منع کر دیا کیونکہ اس وقت شاک (shock) کی وجہ سے کسی میں بھی چلنے کی ہمت نہیں تھی۔ دوسرے اس سے بڑے نقصان کا خطرہ تھا۔ بعد ازاں اس وقت راستہ پر چلنے والے دوسرے افراد کی مدد سے باقی تمام طلباء کو اوپر لے کے آیا۔ جو باقی طلباء ساتھ تھے یہ لوگ بھی کافی نیچے اتر گئے تھے۔ حادثہ کے فوراً بعد ایمرجنسی سروس کو فون پر اطلاع دی گئی اور بیس منٹ کے اندر ہیلی کاپٹر آ گیا۔ عزیزم رضا سلیم ہماری نظر کے سامنے تھا۔ ہم نے ہیلی کاپٹر کو جگہ کا بتایا جہاں انہوں نے ہیلی کاپٹر کی مدد سے اپنا آدمی اتار دیا۔ جب تک سارا گروپ ہیلی پیڈ تک نہیں پہنچ گیا اس وقت تک انہوں نے عزیزم رضا سلیم کی وفات کے متعلق کوئی اطلاع نہ دی۔ جب تمام طلباء ہیلی پیڈ کے پاس بخیریت پہنچ گئے تو ایمرجنسی سروس والوں نے عزیزم رضا سلیم کی وفات کنفرم کی۔ اس کے بعد ایک گھنٹے کے اندر اندر قریبی شہر میں تمام طلباء کو ہیلی کاپٹر کے ذریعہ پہنچا دیا گیا۔ اس حادثے کے وقت موسم بالکل صاف تھا اور جس ٹریک پر ہم چل رہے تھے اس کا نام ہی نارمل ٹریک ٹُو پِیک ہے۔ رضا سلیم کے والد سلیم صاحب بھی وہاں گئے تھے۔ انہوں نے بھی مجھے بتایا کہ وہاں کے لوگ ملے اور لوگ تو کہتے تھے کہ بالکل نارمل ٹریک تھا۔ کوئی مشکل نہیں تھا۔ ہمارے بچے بھی یہاں سے گزرتے تھے۔ اور ایک بوڑھا آیا اس نے بھی بتایا کہ مَیں روزانہ یہاں سیر کرتا تھا۔ کہتے ہیں عمومی طور پر بچے بڑے سب اس ٹریک پر چلتے ہیں۔ وہاں پر موجود لوکل لوگوں میں سے جس کو بھی اس حادثے کی خبر ملی انہوں نے کہا کہ بظاہر اس ٹریک میں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی معلوم ہوتی ہے۔

بہرحال یہ ساری تفصیل تو اس لئے بھی مَیں نے بتائی ہے کہ بعض لوگ فونوں پر، پیغامات اور واٹس اَیپ یا دوسرے ذریعوں سے بعض غلط قسم کے تبصرے بھی کر رہے ہیں کہ شاید اکیلا باہر چلا گیا تھا۔ موسم خراب تھا۔ پورے انتظامات نہیں تھے۔ لباس نہیں پہنا ہوا تھا۔ حالانکہ وہاں کے لوکل اخبار نے جو خبر لکھی ہے اس نے بھی بتایا کہ پورے طور پر جو ضروری سامان ہوتا ہے، لباس ہوتا ہے وہ ان لوگوں نے پہنا ہوا تھا۔ ایسے تبصرے کرنے والے لوگوں کو بھی عقل سے کام لینا چاہئے۔ ایسے موقعوں پر فضول تبصروں کے بجائے ہمدردی کے جذبات کا اظہار ہونا چاہئے۔ اس میں نہ انتظامیہ کا قصور ہے۔ اور نہ ہی کسی کا قصور ہے۔ بس اللہ تعالیٰ نے وقت رکھا ہوتا ہے۔ آئی تھی، پتھر پھسلا ہے یا کیا ہوا، کس طرح گرا، چکّر آیا یا جو بھی وجہ ہوئی لیکن بہرحال ایک تقدیر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی اتنی ہی رکھی تھی۔ جو باقی بچے ساتھ تھے وہ بھی صدمہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہمت اور حوصلہ دے اور اپنی عام زندگی میں وہ جلد واپس آ جائیں۔ یادیں تو بھلائی نہیں جا سکتیں جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا۔ دوستوں میں ذکر چلتے بھی رہیں گے لیکن جامعہ کے طلباء کو بھی اس سے کسی بھی قسم کی مایوسی پیدا نہیں ہونی چاہئے، خوف پیدا نہیں ہونا چاہئے۔

سلیم ظفر صاحب لکھتے ہیں کہ میرا بہت ہی پیارا بیٹا تھا۔ بہت سی خوبیوں کا مالک تھا۔ کہتے ہیں چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ ہمیشہ سچ بولتا تھا۔ اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے تو چھپاتا نہیں تھا۔ اگر ڈانٹ بھی پڑے تو اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اپنی غلطی کو تسلیم کرنا اور سچ پر قائم رہنا اس کی عادت میں شامل تھا۔ بچوں سے بڑا پیار کرنے والا تھا۔ اپنی بہن کے بچوں سے بہت پیار کرتا۔ اگر وہ بہن اپنے بچوں کو ڈانٹتی تو یہ اتنا حسّاس تھا کہ خود رو پڑتا اور یہ کہا کرتا تھا کہ بچوں کی اصلاح مارنے سے نہیں ہو جاتی۔ میرے سے ملاقات کا پہلے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بھی لکھا ہے کہ جب بھی ملاقات ہوتی بڑا خوش ہو کے فون پہ بتایا کرتا تھا کہ آج میری ملاقات ہوئی ہے اور کہتے ہیں ہمیں بھی ان خوشیوں میں شامل کرتا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ملاقات سے پہلے دفتر میں نیل کٹر (Nail Cutter) ضرور مانگتا تھا کہ میں اندر جا رہا ہوں، مصافحہ کرتے ہوئے کہیں میرا ناخن نہ لگ جائے۔ کتنے ہیں جو اس باریکی سے احساس کرنے والے ہیں۔ دوسروں کو چیزیں دے کر خوشی محسوس کرتا تھا۔ کہتے ہیں بچپن سے ہی ہم اس کے لئے چاکلیٹ یا دوسری چیزیں وغیرہ لے کر آتے تھے تو ہفتہ کا سامان لاتے تھے اور وہ اگر پہلے دن ہی اس کے ہاتھ لگ گئیں ہیں تو لے جا کے اپنے سٹوڈنٹ میں بانٹ دیا کرتا تھا۔ جامعہ میں تعلیم کے دوران بھی جو لڑکے لندن سے باہر سے آئے ہوتے تھے، weekend پہ اپنے گھروں کو نہیں جا سکتے تھے تو اپنی امی کو یا بہن کو بتا دیا کرتا تھا کہ میرے ساتھ اتنے دوست آ رہے ہیں اس لئے وہ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے کھانا تیار رکھیں۔ اگر کوئی چیز کھانے کے لئے اس کو دیتے کہ ہوسٹل میں جا رہے ہو یہ رکھ لو تو اگر تو وہ وافر ہوتی تو لے کر جاتا کہ میرے رُوم میٹ (Room mate) جو ہیں ان کو پوری آ جائے ورنہ چھوڑ جاتا کہ میں چھپ چھپ کے کھانے نہیں کھا سکتا۔ کہتے ہیں اپنے دوستوں کے کپڑے بھی بعض دفعہ گھر لے آتا تھا کہ میرے دوست کے کپڑے ہیں ان کو دھو کر استری کر دیں۔ بہن بھائیوں سے بھی بہت پیار کا تعلق تھا۔ پوری ذمہ داری سے ہر ایک کے کام کرنا، خدمت کرنا۔ اپنی ذات کے لئے تو بیشک ہاتھ روکتا تھا، اسے کنجوسی تو نہیں کہنی چاہئے، لیکن اسراف نہیں تھا۔ دوسروں کے لئے بہت کھلا ہاتھ تھا اور وصیت بھی جیسا کہ مَیں نے کہا اس کی اللہ کے فضل سے منظور ہو گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے بے پناہ محبت تھی اور اس کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں سنتا تھا اور بات سن کے کبھی خاموش نہیں رہتا تھا۔ اگر کوئی ایسی بات سنے چاہے کوئی بھی ہو، کہتے ہیں ہمیشہ چہرہ سرخ ہو جایا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ کیونکہ بہت صابر تھا، کبھی مانگتا نہیں تھا اس لئے ہمیں اس کی ضروریات کا خود ہی خیال رکھنا پڑتا تھا۔ پڑھائی کے دوران ہمیشہ ان لڑکوں کی انگلش میں بڑی مدد کیا کرتا تھا جو یوکے (UK) سے باہر کے، خاص طور پر یورپ سے آنے والے تھے۔ بعض لڑکوں نے بھی مجھے لکھا، بڑے سینیئر لڑکوں نے بھی لکھا کہ انگلش کے پرچے کے دوران پڑھانے کی ہماری بڑی مدد کیا کرتا تھا۔ غصّہ نام کی تو کوئی چیز اس میں نہیں تھی۔ ہمیشہ اس کو ہنستے مسکراتے دیکھا اور یہ ہر ایک نے یہی لکھا ہے۔ پاکیزہ مذاق خود بھی کرتا تھا اور اس سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ نماز کا انتہائی پابند۔ وقف نو میں تو تھا ہی۔ والد کہتے ہیں اس کے واقف زندگی ہونے کا اعزاز بھی اللہ تعالیٰ نے دیا۔ ہمیشہ سچ بول کر صفت صدیقی کو اپنایا اور اپنی توفیق کے مطابق اس میں حصہ پایا۔ کہتے ہیں میری دیرینہ خواہش تھی کہ یہ مربی بن کر سلسلہ کی خدمت کی توفیق پائے۔ انہوں نے مجھے بھی کہا تو میں نے ان کو یہی کہا تھا کہ یہ بچہ تو جامعہ کی تعلیم مکمل کرنے سے پہلے ہی مربی بن چکا تھا۔ اور بعض واقعات بتاؤں گا کس طرح اس کو تربیت کا بھی، تبلیغ کا بھی شوق تھا۔ اور یہ جو سفر تھا یہ بھی جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اس نے صحتمند جسم کے لئے یقیناً یہ سفر کیا اس نے اور اس لحاظ سے اس کو بھی ایک دینی سفر ہی کہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے درجات بھی بلند فرماتا رہے اور قربیوں میں جگہ بھی دے۔ ان کے والد صاحب لکھتے ہیں مانچسٹر وقف عارضی پر گیا ہوا تھا جس دن واپس آنا تھا وہاں سے کسی نے ایک لفافہ اس کی جیب میں ڈال دیا۔ اس نے اسے کھول کر دیکھا تو اس میں کچھ رقم تھی۔ رضا نے شکریہ کے ساتھ واپس کی اور کہا کہ انکل ہمیں یہ لینا منع ہے۔ اسی شخص نے چند دن بعد مجھے بھی خط لکھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ جو مربی بن رہا ہے وہ یہاں آیا تھا اور ہمیں حیران کر گیا۔ اگر ایسے بچے مربی بنیں گے تو یقیناً جماعت میں روحانی تبدیلی آئے گی کیونکہ (مجھے لکھا کہ) اس طرح اسے دیا گیا اور اس نے لینے سے انکار کر دیا اور انتہائی محنت سے اپنے کام کو سرانجام دیا۔

ان کی والدہ لکھتی ہیں کہ میرا بیٹا اپنے والدین اور جماعت کی اطاعت کرنے والا تھا۔ میرے ساتھ اس کا محبت کا تعلق تھا۔ ویسے تو ہر بچے کا والدین سے محبت کا تعلق ہوتا ہے لیکن اس کا پیار کا انداز بہت نرالا تھا۔ خیال رکھنے والا، بات ماننے والا، ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملہ میں بڑے ہی اچھے انداز سے بات کرتا۔ چھوٹوں اور بڑوں سے بڑے پیار سے پیش آتا۔ جب بھی گھر میں ہوتا میرے گھر کے کاموں میں مدد کرتا۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد پوچھتا کہ آپ تھک گئی ہیں، کوئی مدد کر دوں۔ کبھی مجھے پریشان نہیں دیکھ سکتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو نظر نہ آئیں۔ جامعہ سے واپس آتے ہی گھر میں سب لوگوں کا پوچھتا کہ پورے ہفتہ سب کیسے رہے؟ بڑی فکر سے سب کا پوچھتا۔ چھوٹا تھا تو اس وقت جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اسلام آباد جایا کرتے تھے تو سکول سے آتے ہی بھاگ جاتا تھا کہ مَیں حضور کو ملنے جا رہا ہوں اور ساتھ سیر بھی کرنی ہے۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ جو ربوہ کی ہیں اور آجکل یہاں کافی بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ

ان کو بھی صحت دے، ان کا ان کے گھر سے کافی تعلق تھا، کہا کرتا تھا کہ میں ان کے لئے بڑی دعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں بھی ان کے لئے قبول کرے۔ یہ لکھتی ہیں کہ میں نے جمعہ کی رات خواب میں دیکھا کہ میرے گھر بڑے لوگ آ رہے ہیں اور بڑی تصویریں بن رہی ہیں۔ میں ڈر کر اٹھی اور اپنے شوہر کو کہا کہ مجھے خواب آئی ہے جس سے میں ڈر گئی ہوں۔ اس خواب کا مجھے اچھا تاثر نہیں ہے تو صبح ہوتے ہی صدقہ دے دیں۔ انہوں نے کہا کہ دفتر جاؤں گا تو صدقہ دے دوں گا۔ لیکن اس سے پہلے ہی یہ افسوسناک اطلاع آ گئی۔ والدہ کہتی ہیں کہ جب بھی کوئی کپڑا لا کر میں دیتی تو آرام سے پہن لیتا اور بڑی تعریف کرتا۔ مہمان نوازی میں تو بہت ہی بڑھا ہوا تھا۔ اگر کوئی ایک دفعہ اس کی دعوت کر لیتا تو پھر بھولتا نہیں تھا اور جب کبھی وہ کہیں ملتے یا اسلام آباد آتے تو فوراً گھر آ کر کہتا کہ فلاں فلاں لوگ آئے ہوئے ہیں کھانا بنائیں۔ ان کو کھانے پہ بلائیں۔

پھر یہ کہتی ہیں کہ اپنے ٹرپ پر جانے سے پہلے مجھے فون پر اردو میں لکھنا سکھاتا رہا کہ آپ کو دوسرے بہن بھائیوں سے حال پوچھنا پڑتا ہے تو آپ مجھے اردو میں لکھیں اور خود میں آپ کو جواب دیا کروں گا۔ کہتی ہیں جو بھی میں نے نصیحت کی اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتا اور یہی اس نے دوستوں کو بھی بتایا۔ خلافت کے ساتھ تعلق قائم رکھا۔ نظام جماعت کے ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرتا۔ اس کی والدہ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ مجھے کہا کہ امی میرا دل کرتا ہے کہ میں اتنا اچھا مربی بنوں کہ جماعت کی بہت تبلیغ کروں اور اتنے احمدی بناؤں کہ آپ کو مجھ پر فخر ہو۔

ان کی بہن رفیعہ صاحبہ کہتی ہیں بڑا ہی پیارا بھائی تھا۔ چھوٹا تھا مگر اس کی سوچ بڑی گہری تھی۔ چھوٹا ہو کر سب کا خیال رکھنے والا اور ہر عمر کے لوگوں کے ساتھ ان کی عمر کے مطابق ہو کر بات کرتا اور آج تک کبھی اس نے کسی کا دل نہیں دکھایا۔ ہر بات کو بڑے آرام سے سنتا اور بڑی عزت کے ساتھ جواب دیتا۔

اسلام آباد میں کام کرنے کے لئے جو ورکر لوگ جاتے تھے، پہلے بعض مرمتیں وغیرہ ہوتی تھیں یا لجنہ ہال بن رہا تھا تو وہاں بھی ان کا خیال رکھنا۔ چائے پہنچانا یا دوسری کھانے پینے کی چیزیں دینا، ہر وقت ان کی خدمت کرتا تھا اور لوگ کہتے تھے کہ صرف یہ لڑکا ہی ہے جو ہمیں پوچھتا ہے۔

اس کے بھائی اسد سلیم کہتے ہیں کہ بہت سادہ مزاج کا حامل تھا۔ صاف اور سیدھی بات کرتا۔ ہم نے حال ہی میں عزیزم کے لئے ایک نئی گاڑی خرید کر دی اور اسے سرپرائز دیا۔ دونوں بھائی اچھے کام کرتے ہیں انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو گاڑی خرید کر دی۔ کہتے ہیں سب سے پہلی بات جو عزیزم نے اس گاڑی کے متعلق پوچھی وہ اس کی قیمت تھی اور کہا کہ بطور مربی مجھے سادہ زندگی گزارنی چاہئے اور بیش قیمت چیزیں نہیں لینی چاہئیں۔

ان کی ہمشیرہ امۃ الحفیظ صاحبہ لکھتی ہیں۔ ایک خوبی اس میں یہ تھی کہ کسی شخص کی برائی سننا پسند نہیں کرتا تھا اور اس میں یہ صلاحیت تھی کہ لوگوں کے منفی خیالات کو اچھے رنگ میں بدل دیتا تھا۔ اس کا کہنا یہی ہوتا تھا کہ ہمیں لوگوں کی اچھائیوں پر نظر رکھنی چاہئے اور ان کی برائیوں کے متعلق باتیں کرنے کی بجائے ان کے متعلق دعا کرنی چاہئے۔ طبیعت میں سادگی کی ایک مثال یہ ہے کہ والدہ صاحبہ اس کو عید پر نئے کپڑے خرید کر دیتیں تو وہ کپڑے پہن کر بہت فکرمند رہتا، کہیں ان کپڑوں میں ضرورت سے زیادہ تکلف اور دکھاوا نہ ہو جائے۔ اس لئے اپنی کوئی پرانی چیز، کوئی جیکٹ وغیرہ اوپر پہن لیتا۔

قدوس صاحب استاد جامعہ احمدیہ ہیں وہ بھی ساتھ تھے کہتے ہیں کہ میں بچپن سے رضا سلیم کو جانتا ہوں۔ جامعہ میں داخلہ لیا تو اس وقت میں شاہد کلاس میں تھا اس لحاظ سے کہتے ہیں خاکسار نے جامعہ میں ایک ہی سال ان کے ساتھ گزارا ہے۔ لیکن خدام الاحمدیہ کی تربیتی کلاسز، اجتماعات اور جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیاں اکٹھے دینے کا موقع ملتا رہا۔ صدر خدام الاحمدیہ نے بھی مجھے بتایا کہ وہاں خدام الاحمدیہ کے اجتماعات پہ لڑکوں کے ساتھ سوال جواب میں یہ بڑا اچھا کام کرتا رہا ہے۔ قدوس صاحب لکھتے ہیں عزیزم رضا سلیم کی ڈیوٹی hygiene کے شعبہ میں لگتی تھی۔ یہاں hygiene کہتے ہیں۔ لفظ بڑا اچنا ہوا ہے لیکن اصل چیز یہی ہے کہ صفائی وغیرہ کا خیال رکھنا تو کبھی بھی انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اس شعبہ میں ان کی ڈیوٹی کیوں لگائی گئی ہے بلکہ وہ یہ ڈیوٹی بہت محنت، لگن اور مستقل مزاجی سے سرانجام دیا کرتا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ مجھے جامعہ میں پڑھانے کا بھی موقع ملا۔ بہت لائق طالبعلم تھا۔ کلاس میں سب سے آگے attentively بیٹھتا اور ہمیشہ مسکرا کر بات کرتا۔ مجھے یاد نہیں ہے کبھی اس نے کسی قسم کے غصہ کا اظہار کیا ہو بلکہ دوسروں کی مدد کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا۔ کرکٹ کا بھی شوق تھا لیکن اگر سکور وغیرہ دیکھنا ہوتا تو ہمیشہ ٹیچر سے پوچھ کے جاتا۔ کہتے ہیں کہ اس ہائیک (Hike) کے دوران ہم نے ایک رات hut میں گزاری جس کے غسل خانے کے دروازے کا لاک (Lock) نہیں تھا۔ سب نے اسے کہا کہ وہ دروازے پر کھڑا رہے تو بڑی خوشی سے اس نے یہ کام کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر رات کو کسی کو جانا پڑے تو اس وقت مجھے بیشک اٹھا دینا۔ اپنے ہائیک کے دوران اپنے کلاس میٹ عزیزم ظافر کے ساتھ ہائیکنگ کے بعد کروشیا جانا تھا۔ وہاں ظافر کی آنکھ پہ چوٹ لگ گئی تو بار بار فکر کا اظہار کیا کہ فارغ ہو کر ہائیک سے نیچے جا کر انشاء اللہ تمہیں ہسپتال سے چیک اپ کروائیں گے۔ یہ لکھتے ہیں کہ رضا سلیم بہت ہی مخلص واقف زندگی تھے۔ محنت، مستقل مزاجی اور ہر ایک سے اخلاق سے پیش آنا اس کے نمایاں اوصاف تھے۔

اسی طرح ظہیر خاں صاحب ایک ٹیچر ہیں۔ جامعہ احمدیہ کے استاد ہیں۔ وہ بھی لکھتے ہیں کہ گذشتہ دو سالوں سے عزیزم رضا کی کلاس کو پڑھانے کی توفیق پا رہا تھا۔ خاکسار نے اس بچہ میں ایک منفرد خوبی یہ دیکھی تھی کہ جو کام اس کے سپرد کیا جاتا اسے وہ نہایت محنت، لگن اور ذمہ داری کے احساس کے ساتھ کرتا۔ بعض اوقات میں نے دیکھا کہ اس کام پر مامور باقی بچے اگر اِدھر اُدھر چلے گئے ہیں تو یہ اکیلا اس کام کو سرانجام دے رہا ہوتا تھا اور جب تک کام مکمل نہ ہو جاتا اپنی بساط کے مطابق اس پر جتا رہتا تھا۔ رضا سلیم کی ایک بہت پیاری عادت یہ تھی کہ کبھی غیر ضروری سوال نہیں پوچھتا تھا اور جب کبھی سوال پوچھتا تو وہ عموماً مغربی دنیا میں اسلام اور احمدیت کے بارے میں ہونے والے اعتراضات پر مبنی ہوتے اور بعض اوقات بتاتا کہ اس کی کسی غیر مسلم یا غیر احمدی دوست سے بات ہوئی اور اس نے یہ سوال پوچھا تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں اسلام اور احمدیت کے دفاع اور ان پر ہونے والے اعتراضات کے جواب دینے کی ایک جوت جلا رکھی تھی۔ کہتے ہیں عزیزم رضا ایک دو مرتبہ میرے ساتھ گاڑی پر بیٹھا۔ لفٹ لی اور دو مرتبہ اس کی یو ایس بی سٹک (USB Stick) جیب سے گاڑی میں گر گئی اور وہ سٹک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی آڈیو ریکارڈنگ پر مشتمل ہوتی تھی۔ کوئی اُوٹ پٹانگ چیز نہیں ہوتی تھی۔

اسی طرح وہاں کے استاد سید مشہود احمد لکھتے ہیں کہ ٹیوٹوریل گروپ میں شامل تھا۔ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں بھی غیر معمولی دلچسپی لیا کرتا تھا۔ عزیزم کا جنرل نالج دیگر طلباء کے مقابلہ پر بہت اچھا تھا۔ اور اسی طرح کہتے ہیں گزشتہ سال مقابلہ بیت بازی میں حصہ لینے کے لئے عزیز نے تقریباً پانچ سو سے زائد اشعار یاد کئے تھے اور یہ خوبی بڑی نمایاں تھی کہ اشعار کو یاد کرنے سے پہلے یہ صرف رٹّا نہیں مار لیتا تھا بلکہ ان کا مضمون سمجھا کرتا تھا اور جس کے لئے سینئر طلباء اور اساتذہ سے رہنمائی لیا کرتا تھا۔ کہتے ہیں رضا سلیم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ گزشتہ سال عزیزم کو وقف عارضی کے لئے وولورہیمپٹن کی جماعت میں بھجوایا گیا جہاں عزیزم نے لیف لیٹس کی تقسیم کے علاوہ مقامی احباب جماعت کے ساتھ مل کر متعدد تبلیغی سٹال بھی لگائے اور اس دوران ان کی ملاقات ایک انگریز سے ہوئی جو مذہباً ایک فعّال عیسائی تھا۔ عزیزم نے جب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تحقیق کی روشنی میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیب سے نجات پانے اور کشمیر کی طرف ہجرت کرنے کے بارے میں بتایا تو وہ بہت حیران ہوا۔ بعد ازاں اس کے ساتھ اس کو مسجد کا وزٹ بھی کروایا۔ اس کو دعوت دی اور اس کے بعد بھی اس سے مستقل تبلیغی رابطہ رکھا۔ اسی طرح مقامی جماعت اسلام آباد اور جامعہ احمدیہ کے ساتھ لیف لیٹس کی تقسیم اور تبلیغی سٹال کے لئے ہمیشہ تیار رہتا۔ گزشتہ سال یہاں سے ان کی کلاس کے کچھ طلباء یا جامعہ کے طلباء گرمیوں میں سپین گئے تھے اور وہاں انہیں مَیں نے کہا تھا کہ کم از کم پچاس ہزار لیف لیٹس، پمفلٹس تقسیم کر کے آنے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گروپ نے وہاں پچاس ہزار پانچ سو لیف لیٹ تقسیم کئے۔

اسی طرح منصور ضیاء صاحب جامعہ کے استاد ہیں، لکھتے ہیں کہ بڑے ہی دھیمے مزاج کے طالبعلم تھے۔ کبھی میں نے ان کے چہرے پر تیوری یا غصہ کے آثار نہیں دیکھے۔ خلافت اور جماعتی عقائد پر ناحق اعتراض جب کسی نے کئے۔ تو اس موقع پر کہتے ہیں کہ میں نے عزیز کے چہرے پر شدید غصہ دیکھا اور کہتے ہیں یہ باتیں یہ بیّن ثبوت تھیں کہ عزیزم کے رگ و ریشہ میں خلافت سے محبت اور اس کے لئے غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کہتے ہیں خلافت سے وابستگی کی ایک مثال یہ بھی ہے اور اسی طرح دینی علم سیکھنے کی بھی کہ جب بھی میں نے کلاس میں میرے خطبات کے بارے میں ذکر کیا اور خطبہ کے حوالہ سے کوئی جائزہ لیا تو عزیزم کو بہت سی باتیں یاد ہوتی تھیں۔ بڑے غور سے سننے والا تھا۔ پھر یہ بھی وہی کہتے ہیں جو سارے لکھ رہے ہیں کہ مشاہدہ کیا کہ عزیزم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ سوشل میڈیا پر غیر احمدیوں کو تبلیغ کرنا عزیزم کا معمول تھا اور اساتذہ کرام کی رہنمائی میں بڑی محنت کے ساتھ غیر احمدی احباب کے اعتراضات کے مدلّل جواب تیار کیا کرتا تھا۔

پھر ان کے ایک ہم مکتب عزیزم سفیر احمد لکھتے ہیں کہ میرا تعلق بیلجیم سے ہے اور ان کو پتا تھا کہ میں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

وہاں سے ہوں اور weekend پہ گھر نہیں جاتا تو ہمیشہ weekend پہ مجھے اپنے گھر کا پکا ہوا کھانا کھلانے کے لئے ضرور لے کر جاتا۔ اسی طرح انگریزی ہماری کمزور ہے تو ہمیشہ انگریزی کو سمجھا کر پھر امتحان کی تیاری کرواتا۔

اسی طرح شاہ زیب اطہر ہے وہ بھی کہتا ہے عزیز بڑا نرم مزاج اور خوشی سے دوسروں کو ملنے والا شخص تھا۔ ہر وقت دوسروں کی مدد کے لئے تیار رہنا۔ کہتے ہیں جب ہمیں وقف عارضی کے لئے بھیجا گیا اور بازار میں ہم نے تبلیغی سٹال لگایا تو دو عیسائی لوگ آئے۔ رضا نے بہت احسن رنگ میں جماعت کا پیغام پہنچایا۔ مرحوم کا علم بہت وسیع تھا اور تبلیغ کرنے کا بہت جذبہ تھا۔ کبھی غصہ سے بات نہیں کرتا تھا۔ لڑکوں کو اکٹھا کرتا اور پھر دوسری تفریحات کا پروگرام بھی بناتا۔ کہتے ہیں ایک واقعہ خاکسار کو یاد ہے۔ 2014ء کے اگست کی وقف عارضی کے دوران خاکسار اور رضا سلیم مرحوم نے تبلیغی سٹال لگایا ہوا تھا۔ جانے سے تھوڑی دیر پہلے بریٹن فرسٹ (Britain First) والے آ گئے۔ یہ لوگ اسلام کے خلاف ہیں، لیف لیٹنگ کر رہے تھے۔ جب وہ ہمارے پاس پہنچے تو رضا سلیم سے غصہ کے انداز سے سوالات پوچھتے رہے لیکن انہوں نے حلم اور نرمی سے تمام سوالات کے جواب دیئے تو آخر پر ان کو پتا لگ گیا کہ یہ ان مسلمانوں میں سے نہیں ہے جو شدّت پسند ہیں۔

اسی طرح جامعہ میں ان کے ایک پڑھنے والے ظافر کہتے ہیں کہ کلاس روم میں ان کے ساتھ بیٹھا تھا تو ایک دم بورڈ مارکر ہاتھ میں لیا اور کہا کہ ظافر ہم جامعہ میں بہت وقت ضائع کر رہے ہیں اور ٹائم ٹیبل لکھنے لگا۔ فارغ وقت کو ہائی لائٹ کر کے کہتا تھا کہ ہمیں اس وقت بھی کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے اور اس وقت کو بھی بجائے وقت ضائع کرنے کے پروڈکٹو (Productive) بنانا چاہئے۔

اسی طرح انہوں نے فارغ وقت میں اساتذہ کے ساتھ بیٹھ کے مختلف subjects کے پڑھنے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر یہی لڑکا ہے جس کی آنکھ کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ہلکی سی زخمی ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں مجھے چوٹ لگی تھی اور بار بار آخر وقت تک مجھے کہتا تھا کہ ظافر جیسے ہی ہم نیچے پہنچیں گے تو ہسپتال جائیں گے تا تمہارا صحیح علاج ہو سکے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ حادثہ سے پہلے پہاڑ سے نیچے آتے ہوئے اگر کبھی میرا پاؤں پھسلا۔ (ظافر کا پاؤں پھسلا کرتا تھا) تو مرحوم کو بڑی فکر ہوتی تھی اور کہا کرتا تھا کہ دھیان سے چلو۔ اسی طرح کہتے ہیں گزشتہ سال ہائیکنگ کے دوران مجھے اونچائی کی وجہ سے تکلیف ہو گئی جسے altitude sickness کہتے ہیں تو بار بار مجھے تسلی دیا کرتا، حال پوچھا کرتا لیکن یہ نہیں پتا تھا کہ تقدیر کو کچھ اور منظور ہے۔ پھر weekend سے واپس آ کر ہمیشہ جماعت پر ہونے والے اعتراضات یاد کر کے آتا اور اپنے اساتذہ سے ان کے جواب طلب کرتا۔

اسی طرح ایک اور طالبعلم جامعہ حافظ طٰہٰ ہیں۔ کہتے ہیں کہ خلافت کا فدائی تھا۔ خلیفہ وقت سے بے انتہا محبت رکھنے والا تھا۔ کسی سے خلیفہ وقت کے، نظام خلافت کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کرتا تھا۔ ایک دفعہ کسی ایسے شخص نے جو جماعت سے دور ہو گیا تھا خلافت کے متعلق کوئی غلط بات منہ سے نکالی تو رضا نے اسے کہا کہ میں تمہاری ساری باتیں تو سن سکتا ہوں مگر خلافت کے متعلق یا خلافت کے خلاف کوئی بات میں برداشت نہیں کر سکتا۔

پھر ایک طالبعلم دانیال لکھتے ہیں کہ پچھلے سال کی جو ہائیکنگ تھی اس کے بعد ہم سب حافظ اعجاز صاحب سے اگلی ہائیک پہ جانے کے لئے ہائیکنگ کا lesson لے رہے تھے تو یہ بہت خوش تھا اور سب ہم مل کر فون پر ویڈیو بنا کر بھیج رہے تھے۔ ہمیشہ ہمیں خوش رکھنے کی کوشش کرتا۔ یہ کوشش ہوتی کہ وقت ضائع نہ ہو۔ ہر ہفتہ کسی نئی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہوتا۔ مرحوم کی کوشش یہی رہتی کہ تہجد کا پابند رہے اور اپنے دوستوں کو بھی کہتا کہ تہجد کے وقت اگر وہ سویا ہو تو اسے سختی سے جگا دیا جائے۔ جامعہ کی پڑھائی کے علاوہ دنیاوی علوم حاصل کرنے کا بھی شوق رکھتا تھا۔ جنرل نالج اور شعر و شاعری کا بھی بڑا شوق تھا اس میں حصہ لیتا تھا۔

غرض کہ بیشمار واقعات لوگوں نے مجھے لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔ وہ بچہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ جامعہ پاس کرنے سے پہلے ہی بہترین مربی اور بہترین مبلغ تھا اور خلافت کے لئے بے انتہا غیرت رکھنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے جامعات کے تمام طلباء کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ بھی اخلاص و وفا میں بڑھنے والے ہوں اور فرائض کو ادا کرنے والے ہوں۔ عزیزم کے دوست صرف اس کی خوبیاں بیان کرنے والے نہ ہوں بلکہ دوستی کا حق تو یہ ہے کہ اسے اب اس طرح ادا کریں کہ اس کی خوبیاں اپنا کر اپنی تمام تر صلاحیتیں دین کی خدمت کے لئے استعمال کریں اور مجھے بھی اور آئندہ آنے والے خلفاء کو بھی ہمیشہ بہترین مددگار اور سلطان نصیر ملتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ والدین کو بھی اور بہن بھائیوں کو بھی سکونِ قلب عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے ان لوگوں نے جس صبر کا اظہار کیا ہے اس پر ہمیشہ یہ قائم بھی رہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں اور آئندہ ہر ابتلا اور مشکل سے اللہ تعالیٰ ان سب کو بچائے۔ نماز کے بعد انشاء اللہ نماز جنازہ ہوگی۔ جنازہ حاضر ہے۔ مَیں باہر جا کر نماز جنازہ پڑھاؤں گا احباب یہیں صفیں درست کرلیں۔

بقیہ: حکایاتِ دل......2

...........................از صفحہ نمبر 2

لیکن پتہ نہیں کہ کون سی کافی کیا بلا ہوتی ہے۔ اوپر سے یہ بھی فکر کہ اس دوران حضور کے ارشادات سننے سے محروم رہوں گا۔ چنانچہ جواب دیا سادہ کافی۔ اس خادم نے پتا نہیں کیا سمجھا بہر حال جو کچھ اس نے کہا اس کے مطابق کافی کا ایک کپ بنا کر امیر صاحب کو پیش کر دیا۔ امیر صاحب نے نوش فرمالیا، جس سے مجھے خیال ہوتا ہے کہ کچھ ٹھیک ہی بن گئی ہوگی یا پھر امیر صاحب نے بھی ظاہر نہیں ہونے دیا۔

خلیفہ وقت کے حکم پر خود عمل کرنا چاہئے، اسے آگے دوسروں کو منتقل نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ انتظامی امور کا معاملہ الگ ہے۔

حضور کا طریق گفتگو

ملاقاتوں کے دوران حضور بے تکلف گفتگو فرماتے ہیں۔ اس میں حسب موقع مزاح بھی ہوتا ہے۔ اگر گفتگو اردو میں ہو تو کبھی کوئی موزوں شعر یا مصرعہ بھی پڑھتے ہیں۔ آواز درمیانی اور بات کی رفتار آہستہ ہوتی ہے۔ ایسی کہ انسان با آسانی سمجھ سکے۔ گفتگو کے دوران بسا اوقات کچھ توقف بھی فرماتے ہیں۔ غیر احمدی مہمانوں نے کئی مرتبہ اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضور بہت نرمی سے اور بہت سوچ کر بات کرتے ہیں۔ نورڈ ہورن میں ہی ایک مہمان نے کہا کہ حضور کی آواز میں نرمی اور نغمگی ہے اور اسے سنتے رہنے کو دل چاہتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک مہمان نے بتایا کہ اگرچہ انہیں اردو کی سمجھ نہیں آتی لیکن براہ راست حضور کی آواز سننے کی خاطر انہوں نے کچھ دیر اردو میں خطاب سنا۔

حضور سے ملاقات کے دوران وقت گزرنے کا بالکل احساس نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک ملاقات میں، جو کہ جرمنی میں جماعت کے خلاف ایک میڈیا مہم کے چند روز بعد ہوئی، حضور نے امور خارجیہ کے کاموں کے سلسلہ میں تفصیل سے رہنمائی فرمائی اور اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ریکارڈ شدہ تقریر [سیر روحانی] کا ایک حصہ CD چلا کر آپؓ کی ہی آواز میں سنایا۔ پھر سوال و جواب کا وقت بھی دیا۔ میرا اصرار تھا کہ بیس/پچیس منٹ کی ملاقات ہوئی ہے لیکن رفقاء سے معلوم ہوا کہ ملاقات تو سینتیس منٹ کی تھی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ

جمعرات کو نماز کے بعد جب حضور مسجد سے تشریف لے جانے لگے تو اچانک ایک صاحب نے کھڑے ہو کر حضور سے با آواز بلند بات سننے کی درخواست کی۔ یہ طریق قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے جو یہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَایَعْقِلُوْنَ [الحجرات:5]۔ یعنی مکانات کے باہر سے اونچی آواز سے آپ ﷺ کو پکارنا اکثر ان لوگوں کا طریق ہے جو عقل نہیں رکھتے۔ چنانچہ کسی بزرگ کو اور خاص طور پر خلفاء کو اس طرح اونچی آواز سے اپنی طرف متوجہ کرنا ادب کے خلاف ہے۔ اس لحاظ سے یہ ہم سب کے لئے بہت شرم اور افسوس کی بات تھی۔ اتنے میں حضور نے خاکسار کو طلب فرمایا۔ شرم سے میری نظریں نیچے اور حواس گم تھے چنانچہ کچھ پتہ نہ چلا۔ عابد بھائی اور محترمی بشیر صاحب [کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری] نے، جو صف میں میرے دائیں اور بائیں بیٹھے تھے، مجھے متوجہ کیا۔ حاضر خدمت ہونے پر حضور نے دریافت فرمایا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ عرض کیا: حضور میں نہیں جانتا۔ حضور نے چند لمحے توقف فرمایا پھر تشریف لے گئے اور حکم دیا کہ یہ صاحب اگلے روز دفتر حاضر ہوں۔

بیت العافیت میں جمعہ

اگلے روز جمعہ کا مبارک دن تھا۔ جمعہ کی نماز اس مرتبہ بیت العافیت میں ادا کی گئی۔ مردوں کے لئے بیت العافیت جبکہ عورتوں کے لئے اس کے مقابل بیت السبوح میں نماز کا انتظام کیا گیا تھا۔ حکومت نے جرمنی آنے والے دس لاکھ پناہ گزینوں کو ٹھہرانے کے لئے اکثر ہال استعمال کر لئے ہیں۔ چنانچہ پچھلی دفعہ جمعہ کے لئے حاصل کئے گئے بڑے ہال بھی اس وقت پناہ گزینوں ہی کے زیر استعمال تھے۔ اس لئے یہ متبادل انتظام کیا گیا تھا۔ اگرچہ محدود جگہ کے پیش نظر احباب جماعت کو جمعہ پر آنے کی دعوت نہیں دی گئی تھی لیکن پھر بھی جرمنی کے طول و عرض سے بہت سے احباب خلیفۂ وقت کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے تشریف لائے اور حاضری 5000 کے قریب ہوگئی۔

جامعہ احمدیہ جرمنی کا پہلا کانووکیشن

ہفتہ کے روز جامعہ احمدیہ کے پہلے کانووکیشن کی تاریخی تقریب تھی۔ جامعہ احمدیہ جرمنی خلافت جوبلی کے موقع پر 2008ء میں شروع کیا گیا تھا۔ تاہم اس وقت الگ عمارت نہ ہونے کی بنا پر بیت السبوح اور اس کے ساتھ ملحق خدام الاحمدیہ کے ایوان خدمت کے کچھ حصوں کو خالی کروا کر جامعہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ شروع کے چند سال کافی مشکل میں گزرے کیونکہ ہر سال نئی کلاس آ جانے کی وجہ سے رہائش اور پڑھائی کے لئے مزید کمروں کی ضرورت پڑتی تھی۔ پھر اللہ کے فضل سے ریڈشٹڈ میں ہماری پہلے سے موجود مسجد بیت العزیز سے ملحقہ قطعہ زمین خرید کر جامعہ احمدیہ جرمنی اور ہاسٹل کی خوبصورت عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ اس جامعہ کا نقشہ بنانے کی توفیق عزیزہ مبشرہ صاحبہ اہلیہ الیاس مجوکہ صاحب کو ملی۔ مغربی ممالک میں اب تک یہ جماعت کا تعمیر کردہ واحد جامعہ ہے۔ بعد ازاں جامعہ کے ساتھ ہی موجود ایک اور قطعہ بمع عمارت خریدا گیا جس میں ایک وسیع ہال اور اساتذہ کی رہائشگاہیں بنائی گئی ہیں۔

کانووکیشن کی تقریب سے حضور نے کسی قسم کے نوٹس کے بغیر فی البدیہہ خطاب فرمایا۔ اس میں مختلف پہلوؤں سے مربیان کو اپنی ذمہ داریوں کی جانب متوجہ فرمایا۔ خطاب کے دوران حاضرین پر ایک عجیب روحانی کیفیت طاری تھی۔ دل چاہتا تھا کہ حضور ابھی مزید کچھ دیر خطاب فرمائیں۔ ہر لفظ سیدھا دل میں اترتا جا رہا تھا۔ تقریب ماشاء اللہ بہت پر وقار اور منظّم تھی۔

ایک غلطی پر تنبیہ

تقریب کے دوران مَیں نے حضور کا خطاب ساتھ ساتھ ٹوئیٹر پر شائع کر دیا۔ حضور نے اس طریق کو غلط قرار فرماتے ہوئے مجھے تنبیہ فرمائی اور حکم دیا کہ کسی بھی جماعتی تقریب یا اجلاس کی کارروائی بلا اجازت نشر نہ کرنی

چاہئے۔ پانچ سال کے دوران یہ پہلی مرتبہ تھی کہ حضور نے کسی جماعتی کام کے سلسلہ میں تنبیہ فرمائی ہو۔ چنانچہ اس پر سخت افسوس اور تکلیف ہوئی۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

مسجد مبارک فلورشٹڈ

اتوار کو فلورشٹڈ میں مسجد مبارک کی تقریب سنگ بنیاد تھی۔ فلورشٹڈ کی جماعت بھی ایک نسبتاً چھوٹی جماعت ہے جو کہ صوبہ ہیسن کے ضلع ویٹراؤ میں واقع ہے۔ اس ضلع میں یہ تیسری مسجد ہے جس سے پہلے نیڈا اور فرید برگ میں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔

حاضری کی صورت حال اور ہماری پریشانی

فلورشٹڈ میں سنگ بنیاد کی تقریب پونے بارہ بجے تھی۔ ہمارا خیال تھا کہ قافلہ قریباً گیارہ چالیس تک فلورشٹڈ پہنچے گا۔ ہم اسی اندازہ کے موافق اطمینان سے انتظامات کا جائزہ لے رہے تھے کہ اچانک امیر صاحب کا فون آیا کہ قافلہ کچھ راستہ طے کر چکا ہے اور نیوی گیشن سسٹم کے مطابق گیارہ پچیس پر فلورشٹڈ پہنچ جائے گا! اس فون کے وقت صورتحال یہ تھی کہ پنڈال میں صرف ایک مہمان خاتون موجود تھیں اور پنڈال سے باہر بھی چند ہی مہمان تھے۔ چنانچہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارا کیا حال ہوا ہوگا۔ دعا اور صدقہ کے سوا اس وقت کچھ بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور گیارہ بج کر پینتیس منٹ پر جب حضور پنڈال میں تشریف لائے تو نصف پنڈال مہمانوں سے بھر چکا تھا۔ دس منٹ بعد تقریب کے آغاز کے وقت صورت حال یہ تھی کہ پنڈال میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ اس تقریب میں فلورشٹڈ کے میئر صاحب نے حضور کے اعزاز میں انگریزی میں تقریر کی جبکہ عام طریق یہی ہے کہ معزز مہمان جرمن میں اظہار خیال کرتے ہیں جس کا رواں ترجمہ حضور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ حضور نے اس بات پر میئر صاحب کا شکریہ ادا فرمایا۔

تعمیل شدہ حکم کی تعمیل

جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ تقریب کے باقاعدہ آغاز تک مہمانوں کی کثرت ہوگئی تھی اور پنڈال میں بیٹھنے کو جگہ باقی نہ رہی تھی اس لئے تلاوت اور اس کے جرمن ترجمہ کے بعد امیر صاحب کو تقریر کی دعوت دیتے ہوئے خاکسار نے ساتھ ہی جرمن زبان میں یہ اعلان بھی کر دیا کہ پہلی قطار میں چند جگہیں خالی ہیں مہمانوں سے درخواست ہے کہ آگے آ جائیں۔ اعلان مکمل ہوا تو حضور نے خاکسار کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ آگے کچھ نشستیں خالی ہیں مہمانوں کو آگے لانے کا کہا جائے۔ اس دوران امیر صاحب کی تقریر شروع ہو چکی تھی۔ چنانچہ دو احباب کے ذریعہ انتظامیہ کو پیغام بھجوایا کہ مہمانوں کو آگے بھیج دیں۔ نیز سٹیج پر سے ہی ہاتھ کے اشارہ سے انتظامیہ و مہمانان سب کو خالی جگہوں کی طرف متوجہ کیا۔

ایسے مواقع پر یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اس حکم پر پہلے ہی عمل ہو رہا ہے۔ اگر عمل ہو رہا ہے تو پھر کیا ہوا؟ دوبارہ تعمیل سے دو فائدے ہوتے ہیں۔ اوّل اطاعت کا ثواب مل جاتا ہے اور دوسرے خلیفۂ وقت کے حکم پر عمل میں برکت ہوتی ہے۔

عدم اطاعت کی وجوہات

بیعت کر لینے کے باوجود خلیفہ وقت کے احکامات کی پوری اطاعت نہ کرنے کی بارہ بڑی وجوہ سمجھ میں آتی ہیں جو کہ یہ ہیں:

1۔ یہ خیال کہ خلیفہ وقت کو ہمارے حالات کا علم نہیں۔ یہ بالکل باطل خیال ہے۔ اوّل تو خلیفہ وقت کو حالات کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ دوسرے اگر حالات موافق نہ بھی ہوں تو اللہ کے فضل سے موافق ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حضور نے انصاراللہ جرمنی کو چیرٹی واک منعقد کرنے اور چندہ جمع کر کے مقامی تنظیموں کو دینے کا حکم دیا۔ چیرٹی واک کی روایت جرمنی کے کچھ حصوں میں نہیں تھی۔ فرمایا اگر روایت نہیں ہے تو ڈالیں۔ چنانچہ نہایت کامیابی سے یہ چیرٹی واکس منعقد ہوئیں اور ان میں لاکھوں یورو چندہ اکٹھا ہوا۔ کئی ایسے شہر تھے جہاں اس سے پہلے کبھی چیرٹی واک نہیں ہوئی تھی۔ وہاں کے اخباروں نے اس بات کو رپورٹ کیا کہ یہ ایک اچھی روایت ہے جو احمدیوں نے شروع کی ہے۔ البتہ کسی خاص امر کے متعلق ایک دفعہ مشورہ عرض کیا جا سکتا ہے۔

2۔ جماعتی مفاد کا غلط خیال۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو جماعت کا نگران بنایا ہے اور خلیفہ وقت کے علاوہ کسی کو جماعت کا نگران نہیں بنایا۔ لیکن بسا اوقات یہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ جماعت کا مفاد فلاں امر میں ہے۔ اس کے نتیجہ میں پھر خلیفہ وقت کے کسی حکم پر اس مبینہ مفاد کے پیش نظر پورا عمل نہیں کیا جاتا۔

3۔ ہم عصری۔ انسان اپنے وقت کے نبی یا خلیفہ کی قدر نہیں کرتا۔ چنانچہ ہم عصر ہونا یا ہم عمر ہونا بھی مکمل اطاعت کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں۔

4۔ مداہنت۔ یعنی یہ خیال کہ فلاں بات کرنے یا چھپانے سے لوگوں میں جماعت کی مقبولیت بڑھے گی۔ مقبولیت کی خاطر کوئی حکم ٹالنا یا چھپانا مداہنت کے زمرہ میں آتا ہے۔

5۔ غلط طور کی شرم۔ یعنی یہ خیال کہ اگر حکم پر عمل کیا گیا تو اس کے نتیجہ میں نعوذ باللہ ہنسی اُڑے گی۔

6۔ خود کو مخاطب نہ سمجھنا۔ یعنی یہ خیال کہ حضور کا فلاں فلاں حکم ہمارے لئے نہیں ہے۔

7۔ خود اعتمادی۔ کسی معاملہ کو معمولی سمجھ کر خیال کر لیا جاتا ہے کہ اس بارہ میں خلیفہ وقت کو بتانے کی ضرورت نہیں اسے ہم خود ہی حل کر لیں گے۔ کسی بھی معاملہ میں خواہ وہ کیسا ہی معمولی ہو اور اس پر پہلے اصولی ہدایت موجود نہ ہو، خلیفہ وقت سے رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے۔

8۔ بدظنی۔ یہ خیال کہ ہمارے ساتھ نعوذ باللہ امتیازی سلوک کیا گیا ہے۔ اس بدظنی کے نتیجہ میں پھر اطاعت کی توفیق نہیں ملتی۔

9۔ غفلت۔ اگر علم ہی نہ ہو کہ کیا حکم دیا گیا ہے تو اطاعت بھی نہیں ہوگی۔ اس لئے حضور کے خطبات اور خطابات کو باقاعدگی سے سننا ضروری ہے۔

10۔ سستی۔ بسا اوقات ایک حکم کا علم ہوتا ہے لیکن انسان محض سستی کی بنا پر اطاعت سے محروم رہ جاتا ہے۔

11۔ ذہول ونسیان۔ یعنی یہ کہ انسان کسی حکم کو بھول جاتا ہے یا وقت آنے پر ذہن سے بات اتر جاتی ہے اور خیال نہیں رہتا کہ اس سلسلہ میں حضور نے کیا حکم دیا ہوا ہے۔

12۔ اہمیت نہ سمجھنا۔ بسا اوقات ایک حکم کو کم اہم خیال کر کے اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

احمد بھائی

احمد بھائی [میر محمد احمد صاحب، پسر حضرت سید میر محمود احمد صاحب، اس دورہ کے دوران افسر حفاظت خاص] سنگ بنیاد کی تقریب کا رسمی حصہ ختم ہونے کے بعد اچانک میرے پاس آئے اور کہنے لگے سچ سچ بتائیں آج کتنی غلطیاں کی ہیں؟ مَیں اس حملے کے لئے بالکل بھی تیار نہیں تھا۔ ایک دفعہ تو حیران ہی رہ گیا۔ پھر حواس مجتمع کر کے بتایا کہ غلطی ہوئی تو نہیں البتہ ایک غلطی ہونے لگی تھی لیکن خیر گزری۔ ہوا یہ تھا کہ اعلانات کے دوران ایک موقع پر میں اعلان کر کے پیچھے ہٹنے ہی لگا تھا کہ خیال آیا کہ ابھی تو ایک اعلان باقی ہے چنانچہ پھر سے حاضرین کی جانب متوجہ ہو کر بقیہ اعلان کیا۔ ناظرین کو غالباً ایک سیکنڈ کی اس معمولی تاخیر کا علم نہیں ہوا ہوگا۔ لیکن احمد بھائی کا دعویٰ تھا کہ انہیں پتہ چل گیا تھا کہ کوئی غلطی ہونے لگی تھی۔ سابقہ تجربہ کی بنا پر مجھے بادل ناخواستہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ احمد بھائی کا مشاہدہ اور حاضر جوابی کمال کی ہیں۔

ایک عظیم سعادت

حضور کے دورہ سے چند ماہ قبل میری آنکھوں میں انفیکشن ہوئی تھی۔ وہ مکمل طور پر ختم تو ہوگئی لیکن آنکھوں پر کچھ نشان باقی رہ گئے جن کی وجہ سے پڑھنے لکھنے میں دشواری تھی۔ اس امر کے متعلق حضور کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست بھی کی۔ اتوار کو، جو کہ حضور کے دورہ جرمنی کا آخری دن تھا اور اگلی صبح واپسی تھی، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مجھے حضور کی خدمت میں اس بارہ میں مکرر بالمشافہ درخواست کرنے کا موقع مل گیا۔ حضور نے شام کو دفتر حاضر ہونے کا حکم دیا۔ میں نے اپنے منصوبہ کے مطابق عینک اتار کر کوشش کی کہ مصافحہ کرتے ہوئے حضور کے دست مبارک کو بوسہ دیتے ہوئے بغرض برکت آنکھوں سے مس کر لوں۔ اس دوران حضرت مسیح موعودؑ کی انگوٹھی پر نظر پڑی تو اس سے بھی آنکھیں مس کرنے کی کوشش کی۔ اس پر حضور نے فرمایا: ہاتھ چھوڑ دیں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کی الیس اللہ بکاف عبدہ والی انگوٹھی خود میری دائیں آنکھ پر رکھ کر کچھ دیر زیر لب دعا کی۔ پھر اسی طرح بائیں آنکھ پر رکھ کر دعا کی۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ مجھے یہ برکت نصیب ہوگی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ خدا کرے کہ یہ امر میری ظاہر و باطنی آنکھوں کی شفا، نظروں کے تیز ہونے اور آنکھوں کو ہر طرح سے ٹھنڈک پہنچنے کا باعث ہو۔ آمین ثم آمین۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ 'ڈاکٹر کی دوائی بھی لیں'۔ اس کے چند دن بعد ہی وہ سب تکلیف جاتی رہی۔ حالانکہ حضور کے دورہ سے کچھ دن پہلے میں نے تین مختلف ماہرین امراض چشم سے چیک کروایا تو انہوں نے بتایا کہ مکمل صحتیابی میں چھ ماہ سے پانچ سال کا عرصہ لگ سکتا ہے۔ البتہ جیسے حضور نے فرمایا تھا کبھی کبھی آنکھوں میں خشکی کی وجہ سے ڈاکٹر کی دوائی، جو کہ صرف پانی پر مشتمل ہے، لینی پڑتی رہی۔

کنجی

اس مضمون میں ایک جگہ پر خلیفہ وقت کے احکامات کی عدم اطاعت کی مختلف وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ ان سب وجوہ سے بچنے کی کنجی میرے خیال میں اس بات میں پنہاں ہے کہ انسان دلی یقین سے یہ ایمان لے آئے کہ خلافت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر اپنی ساری عقل، تمام تر علم، اور پوری عمر کے تجربہ کو درحقیقت لاشئ محض سمجھتے ہوئے دل و جان سے خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کے سامنے اسی طرح اطاعت کا سجدہ بجالائے جیسا کہ فرشتوں کو حکم دیا گیا تھا۔ سجدہ کا مطلب ہی کامل تذلل اختیار کرنا اور اپنی حیثیت کو بالکل ختم کر دینا ہے۔ انبیاء اور خلفاء بھی آدم ہوتے ہیں کیونکہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح خلیفہ بناتا ہے جیسے آدم کو خلیفہ بنایا تھا۔ انبیاء کو براہ راست الہام سے اور خلفاء کو مومنین کے دلوں کو ایک جانب پھیر کر۔ سجدہ میں تذلّل اور انکسار کے علاوہ وارفتگی اور یکسوئی بھی پائی جاتی ہے۔ ایسا سجدہ کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ پھر اطاعت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ وما التوفیق الا باللہ۔ واللہ اعلم۔

☆......☆......☆

مخزنِ تصاویر

جماعت احمدیہ عالمگیر کی تصاویر پر مشتمل آفیشل لائبریری 'مخزنِ تصاویر' کے نام سے موسوم ہے اور یہ لائبریری مرکز کے زیر انتظام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے 2006ء میں اس لائبریری کا نئے سرے سے اجرا ہوا اور تب سے یہ لندن میں قائم ہے۔

مخزن تصاویر کے قیام کا بنیادی مقصد جماعتی تصاویر کو اکٹھا کر کے ان کی جانچ پڑتال کرنا اور ان کو باترتیب محفوظ کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک مستقل پراجیکٹ جاری ہے جس میں مختلف کیٹیگریز (categories) کے تحت تصاویر کو اکٹھا کر کے محفوظ کیا جا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، خلفائے کرام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تصاویر کے علاوہ تاریخی اعتبار سے دیگر اہم شخصیات اور اہم تاریخی مواقع پر لی گئی تصاویر بھی اس لائبریری میں شامل ہیں۔ چنانچہ اس ذریعہ سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی 'تصویری تاریخ' محفوظ کی جارہی ہے۔

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 07/فروری 2016ء کو مخزنِ تصاویر ویب سائٹ کا افتتاح فرمایا۔ اس ویب سائٹ کے ذریعہ لوگ جماعت احمدیہ مسلمہ کی بیشمار اہم پرانی تاریخی تصاویر اور نئی تصاویر دیکھ سکتے ہیں اور بعض تصاویر آن لائن آرڈر کے ذریعہ خرید بھی سکتے ہیں۔ تصاویر کے ساتھ درج کی گئی معلومات 6 مختلف زبانوں میں پڑھی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح کسی بھی جماعتی شعبہ، ادارے، تنظیم وغیرہ کو اگر اپنے لٹریچرز، سوونیئرز، کیلنڈرز وغیرہ میں تصاویر شامل کرنی ہوں تو ان کو اسی ویب سائٹ کے ذریعہ آرڈر کر سکتے ہیں۔

اگر آپ کے پاس جماعت احمدیہ کی تاریخ سے متعلق کسی قسم کی تاریخی تصاویر موجود ہیں تو آپ سے درخواست ہے کہ تصاویر سے متعلق ضروری معلومات و کوائف لکھ کر درج ذیل پتہ پر بھجوا دیں۔ ان معلومات میں یہ باتیں ضرور شامل کریں: بھیجنے والے کا نام، تاریخ اور مقام جب تصویر لی گئی وغیرہ۔ آپ کی بھیجی گئی تصاویر ریکارڈ میں محفوظ کرنے کے بعد آپ کو باحفاظت واپس کر دی جائیں گی۔

Makhzan-e-Tasaweer
Tahir House
22 Deer Park Road
London
SW19 3TL
e-mail: info@makhzan.org
website: www.makhzan.org

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2016ء

از صفحہ نمبر 20

والدہ کے لئے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی ایک انگوٹھی بھی عطا فرمائی جوان کی والدہ نے فوراً پہن لی۔

اب سنیئے کہ زندہ خدا کی قادرانہ تجلّی کس رنگ میں ظاہر ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی والدہ کا چیک اَپ ہوا تو ڈاکٹروں نے بتایا کہ اب تو ان کی صحت کینسر ہونے سے پہلے کی صحت سے بھی زیادہ اچھی ہے اور انہیں کسی قسم کے مزید علاج کی ضرورت نہیں۔ اس معجزانہ شفایابی کے نشان کو دیکھ کر ان کے خاندان کو روحانی زندگی کی دولت بھی مل گئی اور 36/افراد پر مشتمل سارے کا سارا خاندان احمدیت کی آغوش میں آ گیا۔

آپ نے کہا کہ قرآن مجید میں اسلام کے پیش کردہ زندہ خدا کی ایک صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ بے قرار دل کی پکار کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ جب دنیا کے سہارے ختم ہو جاتے ہیں تو زندہ خدا اپنے پیاروں کی مدد کو آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ’’سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے‘‘ (ملفوظات جلد؟؟ صفحہ 201۔ ایڈیشن 1985ء۔ مطبوعہ یوکے)

اس ضمن میں آپ نے حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ کی اہلیہ محترمہ کی بیماری اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے نتیجہ میں معجزانہ شفا کا واقعہ بھی بیان کیا۔ حضرت مفتی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بیوی بچہ کی پیدائش کے بعد شدید بیمار ہوگئیں۔ حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی بیماری کی کیفیت سن کر سخت پریشان ہو گئے۔ آپ نے دعا کے ساتھ فوراً ایک دوائی تجویز فرمائی۔ بیماری کی شدت بڑھتی گئی۔ بدل بدل کر دوائیاں دی جاتی رہیں لیکن حالت پہلے سے بھی خراب ہوگئی یہاں تک کہ محسوس ہوا کہ اب آخری مرحلہ آ گیا ہے۔ سانس اکھڑ گیا۔ گردن کھنچ گئی۔ آنکھوں میں روشنی نہ رہی۔ زبان بند ہوگئی اور موت کے سائے منڈلانے لگے۔ اس پر مفتی صاحب حالتِ اضطرار میں ایک بار پھر مسیحائے دوراں کے در پر حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا:

’’دنیا کے جتنے ہتھیار تھے وہ تو ہم نے چلا لئے۔ اب ایک ہتھیار باقی ہے اور وہ دعا ہے۔ تم جاؤ۔ میں دعا سے اس وقت سر اٹھاؤں گا جب اسے صحت ہوگی۔‘‘

مسیح پاکؑ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر حضرت مفتی صاحب نے اپنے آپ سے کہا کہ اب تجھے کیا فکر ہے اب تو ٹھیکیدار نے خود ٹھیکہ لے لیا ہے۔ گھر واپس آئے اور مریضہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں جا کر سو رہے۔

زندہ خدا کی قادرانہ قدرت اور مسیح پاک کی دعائے مستجاب کا کرشمہ دیکھئے کہ صبح کو کسی برتن کی آہٹ سے مفتی صاحب کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی اہلیہ کچھ برتن ٹھیک کر رہی ہیں۔ حال پوچھا تو بتایا کہ آپ تو سو رہے اور شافیٔ مطلق نے مجھے اپنے فضل سے نئی زندگی عطا فرما دی!

مقرر موصوف نے کہا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُم (الحدید: 57) کہ وہ ہر جگہ اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں صرف معیت کا ذکر نہیں بلکہ یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے بندوں کی ضروریات کا متکفل، ان کی دل کی باتوں کو جاننے والا اور دلوں میں چھپی ہوئی خواہشات کو پورا کرنے والا بھی ہے۔ یہ وہ زندہ خدا ہے جو اپنے پیاروں کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ گویا اس خدا کی گود میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ آپ نے اس حوالہ سے بعض واقعات بیان کئے۔

آپ نے کہا کہ زندہ خدا کی قدرتوں کا شمار نہیں۔ قادر و مقتدر خدا حیرت انگیز واقعات دکھا کر اپنی زندگی اور عظمت کا ثبوت دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی آپ نے مختلف نہایت ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ زندہ خدا کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اسلام کا زندہ خدا وہ ہے جو ’’ہمارا زندہ حیّ وقیّوم خدا...... دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے...... خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے۔‘‘

(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 448)

اس ازلی ابدی خدا کی تجلّی کبھی اس طور پر بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے کلام سے اس کا جواب بھی دیتا ہے۔ یہ بات کوئی زبانی ادعا نہیں بلکہ سچے مومنوں کی زندگی میں اس کے جلووں کی کوئی انتہا نہیں۔ واقعات اس قدر ہیں کہ کوئی شمار ممکن نہیں۔ آپ نے اس پہلو سے بھی بعض واقعات بیان کئے۔

آپ نے کہا کہ الٰہی جماعتوں پر ہمیشہ مشکلات کے ادوار آتے ہیں مگر ہر موقع پر زندہ اور قادر خدا مومنوں کی دستگیری کرتا ہے اور انہیں مخالفتوں کے طوفان سے نجات ہی نہیں دیتا بلکہ ترقی کی اعلیٰ منازل پر پہنچا دیتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی 127/سالہ تاریخ اس بات پر زندہ گواہ ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ 1953ء میں پاکستان میں جماعت کے خلاف ملک گیر شدید مخالفت کی تحریک چلائی گئی جس میں جانباز احمدیوں نے جانوں کے نذرانے دے کر اپنے ایمان واخلاص پر مہر ثبت کی۔ اس تحریک کے دوران ایک موقع پر جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو ایک حکمنامہ کے ذریعہ زبان بندی کا حکم بھجوایا گیا۔ یہ حکم نامہ حکومتِ پنجاب کے گورنر کی خصوصی ہدایت پر 19/ مارچ 1953ء کو ایک NOTICE کے طور پر دیا گیا۔ آپ نے نوٹس تو لے لیا مگر لانے والے کارندے کو نہایت پُرجلال انداز میں فرمایا:

’’بے شک میری گردن آپ کے گورنر کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کرنا تھا کر لیا۔ اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 242)

اسلام کے قادر وتوانا اور زندہ خدا نے اس کڑے ابتلا میں جس طرح جماعت کی نصرت اور دستگیری فرمائی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان کی مرکزی حکومت نے ایک حکمنامہ کے ذریعہ مسٹر آئی آئی چندریگر کو جو اس وقت گورنر پنجاب تھے اور جن کے ایماء پر یہ نوٹس جاری ہوا تھا ان کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ میاں امین الدین صاحب گورنر پنجاب مقرر ہوئے جنہوں نے یکم مئی 1953ء کو یہ ظالمانہ نوٹس واپس لے لیا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

یہ ہے اسلام کا زندہ خدا جو ابتلاؤں میں دستگیری کرنے والا اور اپنے پیارے بندوں کا آخری سہارا ہے۔

آپ نے 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی پاکستان سے ہجرت کا واقعہ بھی بیان کیا جس میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت وحفاظت کا نشان ظاہر ہوا۔

آپ نے کہا کہ اسلام کے پیش کردہ زندہ خدا کی عالمگیر تجلّیات ایسا موضوع ہے کہ کبھی بھی اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

آپ نے کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس زندہ خدا کا پیغام اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی اتباع میں دنیا کو پہنچانے والے ہوں اور دنیا کو یہ احساس دلانے والے ہوں کہ زندہ خدا ہے، موجود ہے، اب بھی سنتا ہے، نشان بھی دکھاتا ہے۔ اس کی طرف لوٹو۔ اس کی طرف آؤ۔ اور ہم خود بھی اس خدا سے زندہ تعلق پیدا کرنے والے ہوں اور اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کے انعامات کے وارث ہوں۔ ہماری نسلیں بھی اور ہم بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شرک سے ہر طرح محفوظ رہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18/اپریل 2014ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 9/مئی 2014ء صفحہ 8)

مقرر موصوف نے اپنی تقریر کا اختتام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر پر کیا جس میں آپؑ فرماتے ہیں:

’’کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22-21)

(اس تقریر کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے کسی آئندہ شمارہ میں شامل اشاعت کیا جائے گا۔ انشاء اللہ)

....

اس اجلاس کی چوتھی تقریر **مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے** کی انگریزی زبان میں تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا: **’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے حسنِ سلوک‘**۔

مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ بدقسمتی سے گزشتہ چند سالوں میں ہم نے مذہبی دہشتگردی کی متعدّد ہولناک کارروائیاں دیکھی ہیں؛ خواہ وہ پیرس میں ہوں، نیس (Nice) میں ہوں یا ترکی، شام، عراق، افغانستان اور نائیجیریا میں ہوں۔ داعش جیسے تشدّد پسند گروہوں نے ان کارروائیوں کی ذمّہ داری اس دعویٰ کے ساتھ قبول کی ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) خدائی کام کر رہے ہیں اور اُن تعلیمات پر جو مسلمانوں کو دی گئی تھیں عمل کر رہے ہیں۔ بہرحال وہ اسلامی شریعت کی غلط تشریحات کر کے ان پر عمل کر رہے ہیں۔ اب انہوں نے مکّہ اور مدینہ پر بھی حملے شروع کر دیے ہیں اور خانہ کعبہ، جو کہ سب مسلمانوں کے لئے مقدّس ترین مقام ہے، اس کو بھی تباہ کرنے کے کھلے عام منصوبے ظاہر کیے ہیں۔ دنیا میں اس قدر تباہیاں کرنے اور دکھ پہنچانے کے بعد وہ کس طرح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ آپؐ تو ایک نہایت حلیم انسان تھے جنہیں تاریخ ایک پُرامن شخصیت کے طور پر تسلیم کرتی ہے۔

مکرم امیر صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ ’’یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔‘‘ (الاحزاب: 22)

قرآنِ مجید ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم احسن اور اکمل ترین اخلاق کے مالک تھے۔ فرمایا: ’’اور یقیناً تُو (اے محمد) بڑے خُلق پر فائز ہے۔‘‘ (القلم: 5)

مقرر موصوف نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم الشّان اور اعلیٰ اخلاق کے حامل ایک غیر معمولی پیشوا کے طور پر صبر، دوسروں کے حقوق کا احترام، حلم، انصاف، رحم دلی، احسان اور مفاہمت کا نمونہ دکھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ میں رحم اور عفو کا بکثرت اظہار ہوتا ہے۔ ان اخلاق سے مستفیض ہونے والے صرف مسلمان ہی نہ تھے بلکہ آپ کا فیض ان غیر مسلموں

مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے

تک بھی پھیلا ہوا تھا جنہوں نے اپنی ساری زندگیاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے مشن اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کوشش میں صَرف کر دیں۔ آپؐ نے کبھی بھی کسی سے انتقام نہ لیا اور ان دشمنوں تک کو ہمیشہ معاف فرمایا جنہوں نے آپؐ کو جانی نقصان تک پہنچانے کی کوشش کی۔

آپ نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقدار اور تعلیمات کو سمجھنے کے لئے ہم آپ کے خطبہ حجۃ الوداع کے الفاظ کی طرف دیکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

’’اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے اور تمہارا جدِّ امجد ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنایا گیا۔ تم میں سے معزز ترین وہی ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔ کیا میں نے پیغام کو پہنچا دیا ہے؟ اے اللہ میرا اس بات پر گواہ رہ (کہ میں نے پیغام پہنچا دیا)۔‘‘

آپ کی حیاتِ مبارکہ آپ کی عاجزانہ فطرت اور نیک کاموں کی گواہی دیتی ہے۔ آپ نے مسلمانوں اور اپنے دور کے تمام مذاہب اور سیاسی گروہوں کے حقوق کے لئے جدّ وجہد کی۔ آپ نے اپنی زندگی دنیا میں امن قائم کرنے کے سادہ مقصد کو سامنے رکھ کر گزاری۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’خبردار! جو بھی کسی معاہد (یعنی ایسا غیر مسلم جو مسلمان ملک میں رہ رہا ہے) پر ظلم کرتا ہے یا اس کے (کوئی) حق چھین لیتا ہے یا اسے اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلّف کرتا ہے یا اس کی اجازت کے بغیر اس سے کچھ لے لیتا ہے تو میں روزِ قیامت ایسے (مسلمان) سے لڑوں گا۔‘‘

ان حالات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جن میں سے ہم آجکل گزر رہے ہیں، یہ اقتباسات اور تعلیمات بہت عمیق معلوم ہوتی ہیں۔ پس تصوّر کیجیے کہ ان کا اس وقت کیا اثر ہوا ہوگا جبکہ پہلی مرتبہ ان باتوں کا اظہار ہوا ہوگا۔ اسلام ایسے وقت میں آیا جبکہ عرب دنیا جہالت، عدم رواداری اور شدید

اخلاقی گراوٹ میں مبتلا تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچپن کا بیشتر حصہ خاموش تدبّر اور مراقبہ میں گزارا۔ اپنے غم کے باوجود کمزوروں اور غریبوں کی غم و الم کی داستانیں بڑے تحمّل سے سماعت فرماتے۔ آپ خدا کی تمام مخلوقات سے بہت ہمدردی رکھتے تھے۔ جوں جوں آپ کی عمر بڑھی، لوگ اپنے جھگڑوں کے حل اور اختلافات میں ثالثی کے لئے آپ کو مدعو کرنے لگے۔ آپ کی ایمانداری اور فطرتی سچائی جلد ہی آپ کے الصّادق اور الامین جیسے القاب کمانے کا باعث بنی۔

جلسہ سالانہ یوکے 2016ء کے موقع پر ہونے والی عالمی بیعت کی بابرکت تقریب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہمیشہ ہی محبّت اور عفو کے جذبات سے لبریز ہوتا۔ بے شک یہ بات قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے موافق تھی کہ ’’اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔‘‘(الانبیاء:108)

یہ حضرت محمّد مصطفیٰؐ ہی تھے جنہوں نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ: ’’جو تم پر زیادتی کرے، اس سے درگزر کرو، جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرے اس سے اچھا سلوک کرو اور سچ کا دامن نہ چھوڑو، خواہ اپنے خلاف ہی کیوں نہ بولنا پڑے۔‘‘

مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں امریکی مصنف Michael Hart کی کتاب "The Hundred" کا ایک اقتباس بھی پیش کیا جس میں مصنّف نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ متاثر کرنے والی شخصیت قرار دیا۔

آپ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر آزادئ رائے کی تائید کی کیونکہ یہی وہ آزادی تھی جس نے اسلام کے پیغامِ امن کو پھیلانے کا موقع دیا تھا۔ اور یہی وہ آزادی ہے جو یورپ بھر کے مسلمانوں کو بلا روک اپنے دین پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ بدقسمتی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم دلی اور شفقت کے واقعات کو جدید دور کے انتہا پسندوں نے دھندلا دیا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے گالیاں دیں۔ انہوں نے آپ پر تھوکا۔ آپ پر رستے سے گزرتے وقت کوڑا پھینکا۔ لیکن آپ نے کبھی بھی نفرت اور جارحیّت کا ردّعمل نہیں دکھایا۔ بلکہ آپ نے اپنی ساری زندگی پیغامِ امن کو پھیلانے اور ہر ایک کے حقوق کو یقینی بنانے میں گزاری۔

آپ نے مختلف معاہدے کئے اور ایسے منشور دیے جنہوں نے اس وقت کے عرب قبائل کے درمیان باہمی امن قائم کیا۔ اسلام نے غیر مسلم باشندوں کو قرآنِ پاک کے ذریعہ مکمّل معاشرتی حقوق دیے۔

یہ منشور سب کے لئے وضع کیا گیا تھا اور اس امر کا متقاضی تھا کہ غیر مسلموں سے عدل اور مساوات کا سلوک کیا جائے۔ اس تاریخی منشور نے مذہبی اور معاشرتی عدم مساوات کو مٹا دیا تھا۔ یہ انسانی حقوق کا سب سے پہلا منشور تھا جو کہ دستاویزی تاریخ میں محفوظ ہے اور جو کہ آج تمام ترقی یافتہ اقوام کے قوانین کی بنیاد کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

چھٹی صدی ہجری کو عیسائیوں کے لئے نجات کا سال گردانا جاتا تھا کیونکہ اس سال حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سینٹ کیتھرین کے راہب خانہ کے راہبوں کو ایک امن کا پروانہ لکھ کر دیا جس نے عیسائیوں کو رعایتیں اور سہولتیں عطا کیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت ہر مذہب کا خیال رکھنے والے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ عیسائیوں کا ایک وفد نجران سے مدینہ آیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مسجد نبوی میں رہنے پر اصرار فرمایا اور انہیں اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ اپنے انداز سے اپنی عبادت کر سکیں۔

مکرم امیر صاحب نے کہا کہ فرانس میں ہونے والا حالیہ ہولناک حملہ، جس میں ایک پادری کو اس کے علاقہ کے لوگوں کے سامنے داعش کے کارندوں نے بے رحمی سے قتل کر دیا۔ یہ حملہ اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی گئی تعلیمات کے سراسر خلاف تھا۔

مقرر موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ سے بعض واقعات بیان کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم اور احادیث اپنے گھر والوں، ہمسایوں، اور بالعموم معاشرہ کے ہر فرد سے احسان کا سلوک کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ تمام اعلیٰ اخلاق کے کامل پیکر تھے۔ بے شمار ایسے واقعات ہیں جن سے آپ کی رحمدلانہ فطرت کا اظہار ہوتا ہے۔

آپ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے حوالہ سے ضبطِ تحریر میں لائے گئے متعدد ایسے واقعات ہیں جو آپ کی ہمدردی، محبت اور رحم دلی کی گواہی دیتے ہیں۔ بالخصوص جب آپ فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ واپس لوٹے تو آپ نے ان سب معاندین کو معاف کر دیا جو آپؐ اور آپؐ کے صحابہ پر ظلم کرنے کی کوئی کسر نہ چھوڑتے تھے۔

آپؐ نے صدقہ کی جو تعریف کی وہ بھی انسانی ہمدردی میں اپنی مثال آپ ہے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نیک کام صدقہ ہے۔ اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے۔ کسی کو نیکی کی ترغیب دینا بھی صدقہ ہے۔ گم گشتۂ راہ کو راہ راست دکھانا بھی صدقہ ہے۔ نابینوں کی مدد کرنا اور راستوں سے کانٹے یا پتھر ہٹانا بھی صدقہ ہے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ معروف انگریز ادیب George Bernard Shaw نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا کہا:

’’آپ کو بلاشبہ انسانیت کا نجات دہندہ کہنا چاہئے۔ میرے خیال میں آپ جیسا کوئی شخص جدید دنیا کی بادشاہت سنبھال لے تو وہ دنیا کے مسائل ایسے رنگ میں حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا کہ دنیا میں وہ امن اور خوشیاں بحال ہو جائیں گی جن کی اشد ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔ میں نے محمد کے دین سے متعلق یہ پیشگوئی کی ہے کہ جیسے آج کا یورپ اسے قبول کرنے لگا ہے، کل کا یورپ بھی اسے قبول کر لے گا۔‘‘

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عدیم المثال شخصیت کے ذریعہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے یکساں طور پر دل جیت لیے۔ آپ مذہب، ایمان یا رنگ و نسل کے امتیاز سے بالاتر ہو کر ہر مرد و زن کے حقوق کے لئے لڑتے رہے۔ آپ نے کبھی تنگ نظری کا مظاہرہ نہیں کیا اور ہمیشہ دوسروں کی بہبود کے لئے جدوجہد فرماتے رہے۔

آپ نے کہا کہ آج بعض مسلمان اسلام کے نام پر سفّا کی، قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ اور وحشیانہ طور پر جان و مال کو تباہ کر کے ’’اسلامی سلطنتِ خلافت‘‘ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہیں کچھ علم نہیں کہ حالیہ عذاب سے نجات کی راہ صرف خلافتِ مسیح پاک علیہ السلام کی آغوش میں ہے۔ انہیں دنیا میں امن و سکون حاصل کرنے کے لئے اس خلافتِ حقہ کی طرف رخ کرنا پڑے گا۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں حقیقی اسلام کا احیاء کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ وہ اسلام جو ’محبّت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں‘ کا منشور پیش کرتا ہے۔

آپ نے کہا کہ 2012ء میں امریکہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس میں ہمارے پیارے حضور، امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدیم المثال اخلاق کا تذکرہ فرمایا اور بالخصوص آپ کی انسانیت سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر انسانیت کی خدمت کرنے اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی خواہش میں اس قدر گم تھے کہ آپ ہر دم اس کارِ خیر کے لئے تیار رہتے۔ منصب نبوت پر فائز کیا جانا ایک ایسی عظیم الشان ذمہ داری تھی کہ جس سے بڑا کام تصور میں نہیں آ سکتا، لیکن اس کے بعد بھی آپ نے فرمایا کہ خواہ کوئی مسلمان یا غیر مسلم، کوئی بھی مجھے کسی بھی وقت خدمتِ انسانیت کے لئے پکارے تو میں یقیناً اس کی اس کاوش میں ضرور حصہ لوں گا۔‘‘

مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر کے اختتام پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیاء و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے اس لئے خدائے جل شانہٗ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتمّ ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف و کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔‘‘

....

اس اجلاس کی کارروائی 12 بجکر 37 منٹ پر ختم ہوئی۔

....

عالمی بیعت

اس تقریر کے معًا بعد پنڈال میں عالمی بیعت کے لئے دنیا بھر سے تشریف لانے والے مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے متعدد زبانیں بولنے والے نومبائع احمدی و دیگر احمدی ایک ترتیب کے ساتھ بیٹھنے لگے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک بج کر 2 منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور سٹیج کے سامنے کشادہ جگہ پر تشریف فرما ہوئے۔

عالمگیر بیعت کا بابرکت سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح

الرابع رحمہ اللہ نے 1993ء میں شروع فرمایا تھا۔ اس لحاظ سے اس سال جلسہ سالانہ یوکے پر ہونے والی 23 ویں عالمگیر بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس خصوصی تقریب کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بادامی رنگ کا کوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔

بیعت لینے سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سو انیس ممالک سے تین سو تین قوموں سے تعلق رکھنے والے پانچ لاکھ چوراسی ہزار تین صد تراسی افراد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو قبول کرنے کی توفیق پائی اور احمدیت میں باقاعدہ طور پر شمولیت اختیار کی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

اس کے بعد حضور انور بیعت کے الفاظ پڑھتے اور تمام حاضرین جلسہ یہاں پر اور دنیا بھر کے احمدی لائیو اس بابرکت تقریب میں شامل ہوتے ہوئے اپنی اپنی مساجد، سنٹرز اور گھروں میں حضور انور کی اقتدا میں یہ الفاظ دہراتے رہے۔ پہلے حضور انور نے عربی عبارت کے بعد انگریزی میں عہد بیعت دہرایا اور مختلف زبانوں کے مترجمین ساتھ ساتھ ترجمہ کرتے رہے۔ جبکہ دوسرے مرحلہ پر حضور انور نے صرف اردو میں الفاظ عہد بیعت دہرا کر حاضرین و ناظرین و سامعین سے بیعت لی۔

عالمگیر اخوت کے اس بے نظیر مظاہرہ یعنی عالمی بیعت کی اس نہایت بابرکت تقریب میں اس بات کی یقین دہانی کی گئی کہ عالمی بیعت کے دوران جلسہ گاہ اور اس کے گرد و نواح میں موجود تمام افراد کا امام وقت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انسانی زنجیر کے ذریعہ جسمانی رابطہ بھی ہو جائے۔ چنانچہ بیعت کے دوران گویا پنڈال میں موجود تمام احمدی اپنے آقا و امام کی معیت میں کئی ہزار جانیں اور ایک وجود کا بے مثال منظر پیش کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرتے نظر آتے تھے کہ آنے والے زمانہ میں تم لوگ ان مسلمانوں سے مل جانا جو ایک 'جماعت' ہوں۔

عالمی بیعت کے بعد تمام احباب نے حضور کی اقتدا میں اپنے مولیٰ کریم کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا اور یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ حضور انور اس کے فوراً بعد اسٹیج پر تشریف لے گئے جہاں سے نماز ظہر و عصر کے لئے اذان کہی گئی۔ بعد ازاں پیارے حضور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں اور اپنے دفتر واپس تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 25 اگست 2016ء بروز جمعرات نماز ظہر و عصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم **شمیم احمد خان صاحب (ابن مکرم عبدالجلیل خان صاحب۔ سابق سیکرٹری زراعت یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

18 اگست 2016ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1974ء میں کراچی سے یوکے شفٹ ہوئے تھے۔ ابتداء سے ہی جماعتی خدمات میں حصہ لیتے رہے۔ آپ کو یوکے جماعت میں سیکرٹری وقف نو، سیکرٹری اشاعت، سیکرٹری وقف جدید اور لمبا عرصہ سیکرٹری زراعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جب ذیلی تنظیموں میں ملکی سطح پر صدران کا نظام قائم کیا تو آپ کو اپنے دفتر میں اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری برائے انصار سیکشن مقرر فرمایا۔ زندگی کے آخری سانس تک آپ یہ ذمہ داری بخوبی نبھاتے رہے۔ آپ مسجد فضل میں پھولوں کی سجاوٹ کا کام بہت محنت سے سرانجام دیا کرتے تھے۔ اس کام پر آپ کو وانڈز ورتھ کونسل کی طرف سے مسلسل کئی سال تک اوّل انعام بھی ملتا رہا۔ 2011ء میں آپ کے اسی کام سے متاثر ہو کر لندن گارڈنز سوسائٹی کے پیٹرن پرنس ایڈورڈ نے مسجد فضل لندن کا دورہ کیا اور حضور انور سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ فوزیہ شمس صاحبہ (اہلیہ مکرم ریاض الدین شمس صاحب۔ واشنگٹن امریکہ)

14 اگست 2016ء کو 51 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بڑی خوش اخلاق اور ہر ایک سے عزت سے پیش آنے والی، انتہائی مہمان نواز، نہایت ملنسار، جذبۂ ایثار سے سرشار اور دوسروں کی ہمدرد خاتون تھیں۔ کبھی کسی کی برائی نہیں کی۔ دنیوی لالچوں سے آزاد، خلافت اور جماعت سے محبت کرنے والی خاتون تھیں۔ جماعتی کاموں اور رفاہی کاموں میں بڑے شوق سے حصہ لیتی تھیں۔ John's Hopkins ہسپتال میں کینسر کے مریضوں کو اُون کی ٹوپیاں بنا کر دیں۔ نہایت صابر و شاکر اور ہمیشہ راضی برضائے الٰہی رہتیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ تین بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب رضی اللہ عنہ کی بہو اور مکرم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف و مینجنگ ڈائریکٹر ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی بھابھی تھیں۔

(2) مکرمہ قرۃ العین صدیقی صاحبہ (اہلیہ مکرم قمر فرحان عابد صاحب آف جرمنی)

27 جولائی 2016ء کو بوجہ کینسر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بڑی اطاعت شعار، خلافت اور جماعت سے بہت پیار کرنے والی خاتون تھیں۔ حضور انور سے دو بار ملاقات کا موقعہ ملا جس کا آپ بڑی محبت سے ذکر کیا کرتی تھیں۔ خدمت دین کے جذبہ سے سرشار بڑی صابرہ و شاکرہ خاتون تھیں۔ ہسپتال میں بھی لیپ ٹاپ پر اپنے حلقہ کی تجنید کا کام کرتی رہیں۔ صدقہ و خیرات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ بڑی خوش اخلاق تھیں اور تمام رشتوں کا بہت خیال رکھا کرتی تھیں۔ مرحومہ مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب کی بہو تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

ہے عہدِ بیعت اپنا، ہمیں جان سے پیارا

ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا
جو اِس سے پھرے ، اُس کے مقدر میں خسارہ

ہم عہد نبھائیں گے جو اللہ سے باندھا
حاضر ہر اِک بوجھ اُٹھانے کو یہ کاندھا
ہم لوگ ہیں اِس دَور کا اِک تازہ شمارہ
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

ملتی ہے وفادار کو ہی عزت و شوکت
بدعہد کی قسمت میں کہاں رحمت و نصرت
بدبخت ہے وہ شخص کہ جو قول پہ ہارا
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

برکاتِ رسالت کا ہی جھرنا ہے خلافت
دنیا کو ابھی علم نہیں کیا ہے خلافت؟
ہے موجِ حوادث میں سکوں بخش کنارہ
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

ہے بیعت کنندہ پر سدا ہاتھ خدا کا
چھوڑے نہ وہ دامان اگر صبر و رضا کا
آخر کو بدل جاتا ہے خود وقت کا دھارا
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

اللہ سے باندھے گئے پیماں پہ ہیں نازاں
جو ہم پہ ہے اُس چشمِ نگہباں پہ ہیں نازاں
اُس آنکھ کا ہم خوب سمجھتے ہیں اشارہ
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

اعداء کی نگاہوں میں تو مُسلم بھی نہیں ہیں
ہم لوگ مگر تختِ خلافت کے امیں ہیں
ہے اوجِ ثریّا پہ مقدر کا ستارہ
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

جو اِس سے پھرے اُس کے مقدر میں خسارہ
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

(ارشاد عرشی ملک)

بقیہ رپورٹ دورہ جرمنی 2016ء

از صفحہ نمبر 4.................

شعبہ ٹرانسلیشن میں تشریف لے گئے جہاں مختلف زبانوں میں جلسہ سالانہ کے تمام پروگراموں اور تصاویر کے Live ترجمہ کا انتظام کیا گیا ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹور میں تشریف لے آئے جہاں کھانے پینے اور استعمال کی مختلف اشیاء سٹور کی گئی تھیں۔ یہاں سے ضرورت کے مطابق ساتھ ساتھ یہ اشیاء مختلف شعبوں کو مہیا کی جاتی ہیں۔ حضور انور نے منتظمین سے بعض اشیاء کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُس ڈائننگ ہال کا معائنہ فرمایا جہاں مختلف ممالک سے آنے والے غیر مسلم اور غیر از جماعت مہمانوں کے لئے کھانا کھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

اسی ہال کے ایک حصہ میں جلسہ سالانہ کے تمام مہمانوں کے لئے کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس انتظام کے تحت ایک وقت میں ہزاروں افراد کھانا کھا سکتے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لنگر خانہ کا معائنہ فرمایا۔ سب سے پہلے حضور انور نے گوشت کی کٹائی اور اس کو محفوظ کرنے کے بارہ میں جائزہ لیا۔ لنگر خانہ کے معائنہ کے دوران حضور انور نے کھانا پکانے کے انتظامات کا جائزہ لیا اور کھانے کے معیار کو دیکھا۔ آلو گوشت اور دال پکی ہوئی تھی اور ساتھ وہ نان بھی رکھے گئے تھے جو مہمانوں کو دیئے جانے تھے۔

حضور انور نے ازراہ شفقت آلو گوشت اور دال دونوں سے ایک ایک لقمہ لے کر تناول فرمایا اور اس بات کا جائزہ لیا کہ سالن صحیح طرح پکا ہوا ہے یا نہیں۔ حضور انور نے کھانے کے معیار کے بارہ میں منتظمین سے گفتگو فرمائی۔

لنگر خانہ کے کارکنان کو نعرے بلند کرنے اور اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

لنگر خانہ کے کارکنان نے ایک بڑے سائز کا کیک تیار کیا ہوا تھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اپنے ان خدام کے لئے کیک کے مختلف حصے کئے۔

لنگر خانہ کے باہر ''دیگ واشنگ مشین'' لگائی گئی تھی۔ یہ مشین گزشتہ نو سال سے لگائی جا رہی ہے اور ہر سال اس میں بہتری لائی جا رہی ہے۔ یہ مشین احمدی انجینئرز نے مل کر خود تیار کی ہے۔

آغاز میں یہ صورت تھی کہ مشین پر دیگ رکھنے کے بعد ایک بٹن دبانا پڑتا تھا لیکن اب یہ بٹن دبانا نہیں پڑتا بلکہ جونہی دیگ صفائی کے لئے رکھی جاتی ہے خود بخود آٹو میٹک فنکشن شروع ہو جاتا ہے۔ ایک ایسا سینسر سسٹم لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے خود بخود فنکشن شروع ہو جاتا ہے۔

امسال اس مشین میں تین نئے فنکشن شامل کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ باہر والے بُرش (Brush) کا ایک Motor کم کر دیا گیا ہے اور وہ Passive ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب دیگ نے باہر آنا ہوتا ہے تو یہ Brush خود اُٹھ جاتا ہے اور دیگ خود بخود باہر آ جاتی ہے۔

دوسرا فنکشن یہ شامل کیا گیا ہے کہ پانی کا مزید ایک ہیٹر (Heater) لگایا گیا ہے جس سے پانی کا درجۂ حرارت مزید بلند کیا جا سکتا ہے اور صفائی زیادہ مؤثر طور پر ہوتی ہے۔

تیسرا یہ کہ واشنگ پروگرام میں درج ذیل تین پروگرام بھی شامل کئے گئے ہیں۔ پہلا پروگرام دیگ کو کھنگالنا ہے۔ دوسرا پروگرام مثلاً دال اور چاول والی دیگوں کو صحیح صاف کرتا ہے۔ تیسرا پروگرام Intensive ہے یعنی سخت قسم کے گند کو زم کر کے صاف کرتا ہے۔

لنگر خانہ اور دیگ واشنگ مشین کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پرائیویٹ خیمہ جات کے ایریا میں تشریف لے آئے اور انتظامات کا معائنہ فرمایا۔

آغاز میں ہی ایک مارکی لگا کر کارکنان کے کھانا کھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ حضور انور نے اس بارہ میں دریافت فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خیمہ جات کے درمیانی راستہ سے گزرے۔ مختلف فیملیاں اپنے خیموں کے پاس کھڑی تھیں۔ اور بعض اپنے خیمے نصب کر رہی تھیں۔ سبھی اپنے ہاتھ بلند کر کے حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کرتے۔ حضور انور ازراہ شفقت ان کے سلام کا جواب دیتے اور بعضوں سے گفتگو بھی فرماتے۔ خیموں کے مختلف سائز تھے۔ حضور انور ازراہ شفقت فیملیز سے دریافت فرماتے کہ اس میں کتنے افراد قیام کر سکتے ہیں۔

پرائیویٹ خیمہ جات کے احاطہ کے ایک طرف ایک حصہ پرائیویٹ Carvan کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ حضور انور نے افسر صاحب جلسہ سالانہ سے اس حصہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

ان خیمہ جات اور Carvan کے ایریا کے ارد گرد فینس لگائی گئی ہے اور گیٹ بھی بنائے گئے ہیں اور اس احاطہ میں رجسٹریشن، کارڈ کی چیکنگ اور سکینگ کے بعد ہی داخل ہوا جا سکتا ہے۔

خیمہ جات کے اس رہائشی حصہ کے معائنہ کے دوران سینکڑوں خاندانوں نے اپنے پیارے آقا کو انتہائی قریب سے دیکھا۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور برکتیں پائیں۔ ہر ایک اپنی اس خوش نصیبی اور سعادت پر بےحد خوش تھا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور لجنہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا اور ان کے جملہ انتظامات دیکھے اور مختلف شعبوں کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

لجنہ جلسہ کے انتظامات کے لئے ناظمہ اعلیٰ کے تحت بارہ نائب ناظمات اعلیٰ ہیں۔ اسی طرح مختلف شعبوں کے لئے ناظمات کی تعداد 66 ہے اور نائب ناظمات کی تعداد 400 ہے، اس کے علاوہ منتظمات کی تعداد 80 ہے اور معاونہ نائب ناظمہ اعلیٰ کی تعداد 10 ہے اور معاونات کی تعداد چار ہزار ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر 4586 خواتین اور بچیاں لجنہ کی طرف ڈیوٹی کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔

لجنہ کے انتظامات کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے MTA کے سٹوڈیوز اور دیگر متعلقہ امور کا معائنہ فرمایا اور بعض امور کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کتب کے سٹور اور سٹال کا معائنہ فرمایا۔ یہاں بڑی ترتیب کے ساتھ میزوں اور مختلف سٹینڈز پر کتب رکھی گئی تھیں تا کہ کتب حاصل کرنے والے احباب بآسانی اپنی مطلوبہ کتب حاصل کر سکیں۔

امیر صاحب جرمنی نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ کتاب ''سیرۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم'' کی پہلی جلد کا جرمن ترجمہ شائع ہو کر آ گیا ہے۔ اسی طرح "Essence of Islam" کا بھی جرمن ترجمہ شائع ہو کر آ گیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ دونوں کتب دیکھیں اور طباعت کے حوالہ سے بعض امور دریافت فرمائے۔

بعد ازاں شعبہ جائیداد و مساجد کا بھی حضور انور نے معائنہ فرمایا۔ یہاں جرمنی میں تعمیر ہونے والی مختلف مساجد کی تصاویر اور ماڈلز رکھے گئے تھے۔

اسی ایریا میں شعبہ سمعی و بصری، جامعہ احمدیہ، شعبہ امور عامہ، چیرٹی واک خدام الاحمدیہ، شعبہ وصایا، شعبہ رشتہ ناطہ اور شعبہ ہیومینٹی فرسٹ کے دفاتر قائم کئے گئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیومینٹی فرسٹ کے دفتر میں تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا۔ افریقہ میں پانی کے حصول کیلئے جو نلکے اور پمپ لگائے گئے ہیں ان کو تصاویر میں دکھایا گیا تھا۔ حضور انور نے تفصیل کے ساتھ ان تصاویر کو دیکھا اور منتظمین سے بعض استفسارات فرمائے۔ وہاں پڑی ہوئی مختلف اشیاء اور پروگراموں کے بارہ میں چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ جرمنی ڈاکٹر اطہر زبیر صاحب سے گفتگو فرمائی اور یہاں سے کچھ اشیاء خریدیں اور ہدایات سے نوازا۔

تصاویر میں ایسے کنویں اور پمپ بھی دکھائے گئے تھے جن سے بیل کے ذریعہ پانی نکالا جاتا ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر منتظمین نے بتایا کہ ایک منٹ میں پانچ سو لیٹر پانی نکالا جاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا جہاں بیلوں سے کام لینا ہے وہاں بیلوں کے لئے چارہ بھی لگائیں تا کہ انہیں صحیح اور پوری خوراک ملے۔

جلسہ سالانہ کے مختلف انتظامات کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب تھی۔ تمام ناظمین اپنے اپنے معاونین اور کارکنان کے ساتھ اپنے اپنے شعبہ کے نام کی تختی کے پیچھے کھڑے تھے۔

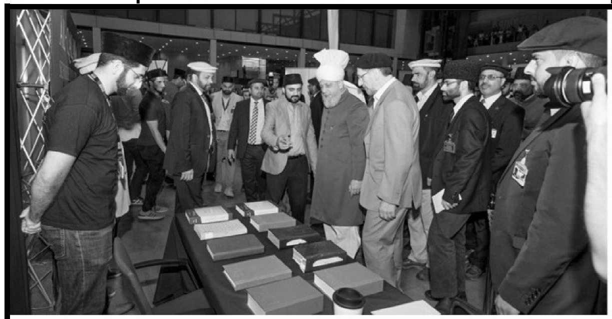

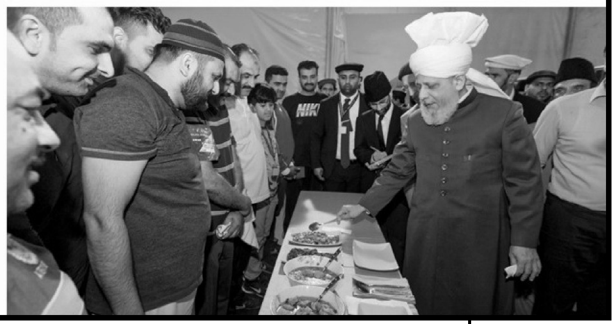

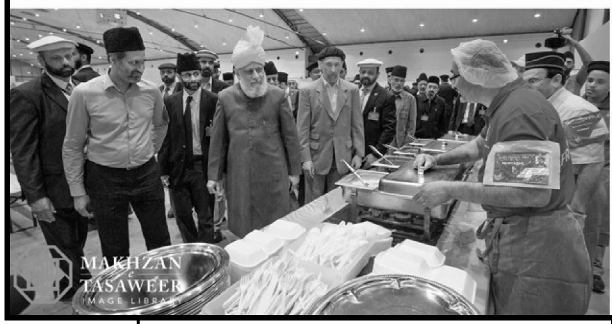

افسر جلسہ سالانہ، افسر جلسہ گاہ اور افسر خدمت خلق کے علاوہ نائب افسران کی تعداد 20 ہے۔ ناظمین کی تعداد 113 اور نائب ناظمین کی تعداد 480 ہے۔ منتظمین کی تعداد 210 ہے جبکہ معاونین کی تعداد 5500 ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر 6326 احباب، مرد حضرات اور بچے ڈیوٹی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ لجنہ کی کارکنات کو شامل کر کے کل تعداد 10912 بنتی ہے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم احسن فہیم بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا:

حضور انور ایدہ اللہ کا کارکنان جلسہ سے خطاب

تشہد، تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو پھر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔

امیر صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ اس دفعہ کافی تعداد میں نئے آنے والے کارکن بھی ہیں۔ پس نئے آنے والے کارکن یاد رکھیں کہ آپ نے اپنے جذبات پہ control رکھتے ہوئے اور اپنے نفس پہ control رکھتے ہوئے مہمانوں کی خدمت سرانجام دینی ہے۔ بہت سے پُرانے کارکن، کام کرنے والے ایسے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس حد تک تربیت ہو گئی ہوئی ہے کہ عموماً اِلّا ماشاءاللہ اُن کی شکایت نہیں ہوتی کہ کسی نے کسی قسم کی بداخلاقی کا مظاہرہ کیا ہو۔ ہاں چند ایک ہوتے بھی ہیں لیکن اگر نئے

Morden Motor (UK)

Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

آنے والے کارکنوں کی تعداد بڑھ رہی ہے تو اُن کے لحاظ سے فکر ہوسکتی ہے کہ تجربہ نہیں ہے۔ پس یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جو خدمت کا موقع دے رہا ہے یہ بہت بڑی خدمت ہے۔ مہمان کی مہمان نوازی تو ویسے بھی ایک بہت اہم کام ہے اور ایسا کام ہے جو اللہ تعالیٰ کو انتہائی پسندیدہ ہے۔ اور پھر وہ مہمان جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک جگہ جمع ہو رہے ہوں اور اِس لئے جمع ہو رہے ہوں کہ ہم نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننی ہیں تا کہ ہمارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو۔ وہ مہمان تو خاص طور پر بہت زیادہ توجہ چاہتے ہیں۔ قِسم قِسم کے مہمان ہوتے ہیں۔ بعض تعاون کرنے والے بھی مہمان بھی ہوتے ہیں بعض سے عدمِ تعاون کا مظاہرہ ہوگا لیکن آپ نے کسی سے بھی کسی قِسم کی بداخلاقی کا مظاہرہ نہیں کرنا۔ اور یہی ایک کارکن کی خاصیت ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں جلسہ سالانہ پر نظر آتی ہے پھر کوئی کھانا لینے کے لئے ایک دفعہ آئے دو دفعہ آئے تین دفعہ آئے چار دفعہ آئے تو اُن کو آپ نے کھانا دینا ہے اور مُسکراتے چہروں کے ساتھ دینا ہے۔ کھانے کے معاملہ میں ایسا سلوک نہیں ہونا چاہئے کہ انسان کو لگے کہ ذلیل کر کے کھانا دیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وہ نیکی جس کے پیچھے دُکھ اور اذیت ہو اُس سے بہتر ہے کہ وہ نیکی نہ کرو۔ پس جذبات کا خیال رکھنا ایک بہت اہم کام ہے جس پر ہر کارکن کو عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

باقی جہاں تک انتظامات کا سوال ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال انتظامات بہتر ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ اِس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہتر ہوں گے۔ لیکن عموماً صفائی اور نظافت کی جو ٹیم ہے اُس کو خاص طور پر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر عورتوں

پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کے اکتالیسویں جلسہ سالانہ کا آغاز ہو رہا تھا۔ اور آج جلسہ سالانہ کا پہلا روز تھا۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندگان کو انٹرویو

دوپہر ایک بج کر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ درج ذیل الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندے حضور

تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اگر ہم نے ان حالات کو محسوس نہ کیا تو ہم اپنے پیچھے اپنی اولاد اور نسل کے لئے ایک ایسی دنیا چھوڑیں گے جس کا ان کو پچھتاوا رہے گا۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ اسلام میں بعض سزائیں بہت سخت ہیں اور مغربی معاشرہ ان پر اعتراض کرتا ہے اس بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں؟

☆ اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ شریعت ہے کیا؟ میرے نزدیک تو شریعت وہ ضروری احکامات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور جن کو جمع و محفوظ کیا گیا اور جسے قرآن مجید کہتے ہیں۔ جس کے مطابق کچھ سزا کے احکامات بھی ہیں مگر وہ تفسیر و تشریح کے محتاج ہیں اور اگر ان کی تفسیر و تشریح صحیح طرح سے نہ کی جائے تو لوگوں کو ان کی حقیقت کا علم نہیں ہوسکتا۔

بنیادی طور پر یہ بات جاننی چاہئے کہ قرآن کریم کے

اور اِس کا دُوسرے دیکھنے والے، غیر بھی، اظہار بھی کرتے ہیں۔ بعض دفعہ بچوں کی وجہ سے اُن کے بڑے، عورتوں میں اُن کی مائیں اور مردوں میں بعض دفعہ باپ، اگر بچوں کو چُپ کروایا جائے یا کہا جائے کہ بچّوں کو خاموش کروائیں یا کسی وجہ سے بچّوں کو شرارتوں سے روکا جائے تو سختی سے بات کر لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ پیار سے اُن کو سمجھائیں اور اگر پھر بھی کوئی کج بحثی پر آمادہ ہو، اپنے آپ کو اپنے قابو میں رکھنے والا نہ ہو تو کارکن کا، معاون کا، کام یہ ہے کہ اپنے بالا افسر کو اِس کی اطلاع کر دیں وہ خود ہی اُن کو سمجھا لیں گے۔ لیکن کج بحثی اور لڑائی جھگڑے کی کہیں بھی صورت پیدا نہیں ہونی چاہئے۔

کھانا کھلانا ایک بہت بڑا کام ہے۔ دنیا اِس بات پر حیران ہوتی ہے کہ کس طرح تم لوگ اتنے لوگوں کو دو وقت کھانا مہیّا کر دیتے ہو۔ اِس کے لئے جو کارکن ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے تربیت یافتہ ہیں۔ وقت پہ کھانا پکا بھی لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھانا اچھا بھی ہوتا ہے۔ جو کھانا مجھے آج انہوں نے چکھایا ہے اگر جلسوں کے دنوں میں ویسا ہی معیار رکھیں گے تو مَیں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ کسی کو شکایت نہیں ہوگی۔ لیکن کھانا کھلانے والے جو ہیں جن کی ڈائننگ ہال میں ڈیوٹی ہے ان کی براہِ راست جو لوگوں سے ڈیلنگ (Dealing) ہوتی ہے۔ بعض دفعہ لوگ ایسے بھی آتے ہیں اگر آلو گوشت پکا ہوا ہے تو اُس پر کہہ دیں گے کہ سارے آلو نکال دو مجھے صرف بوٹیاں چاہئیں۔ خاموشی سے اس پر عمل کر لیں۔ پھر جب لنگر خانے میں آلو واپس جائیں گے تو اُن کو آپ ہی پتا لگ جائے گا کہ کس شرح سے انہوں نے آلو ڈالنے ہیں۔ لیکن شرح بہر حال لنگر خانوں نے وہی رکھنی ہے جو نسخہ بنا ہوا ہے۔ پیار سے آپ نے سمجھانا ہے۔ جو میں نے کہا اِس کا مطلب لنگر خانہ والے یہ نہ لے لیں کہ اگلے کھانے میں اپنا نسخہ بدل دیں۔ نسخہ انہوں نے وہی رکھنا ہے جو ہمارا ایک منظور شدہ نسخہ ہے۔

لیکن چند ایک لوگ ایسے ہوتے ہیں اُس میں کہیں اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو وہ کہتا ہے وہ کر دیں۔

کی طرف ٹائلٹس وغیرہ کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

اِس دفعہ یو کے کے جلسہ سالانہ پر اِس طرف خاص توجہ دی گئی تو اکثر مہمانوں نے عورتوں کی طرف سے بھی مردوں کی طرف سے بھی مجھے یہ لکھا کہ صفائی کا بہت خیال کیا گیا تھا۔ بلکہ یہاں جرمنی سے جانے والی خواتین نے لکھا کہ بعض دفعہ کام کارکنات کی پہنچ سے باہر ہو جاتا تھا تو ہم لوگ جو یہاں سے گئی ہوئی تھیں ہم نے بھی اُن کی مدد کی۔ تو بہت سارے مہمان بھی ایسے ہوتے ہیں جو کارکنوں کے ساتھ مِل کر کام کر دیتے ہیں۔ لیکن بہر حال یہ کارکنوں کی ذمّہ داری ہے کہ مہمان کو حتی الوسع آرام پہنچانے کی کوشش کریں۔

اللہ کرے کہ یہ جلسہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر خوش اخلاقی کے ساتھ مسکراتے چہروں کے ساتھ اور نیکیاں پھیلاتے ہوئے۔ نیکیاں پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ سلام کرنا بھی ہر کارکن کا فرض ہے، سلامتی پھیلاتے ہوئے خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

....

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔ جلسہ کے ایّام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قیام جلسہ گاہ کے اندر ہی ایک رہائشی حصہ میں ہے۔

....

2 ستمبر 2016ء بروز جمعۃ المبارک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے پانچ بجے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر

انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے منتظر تھے:

1۔ SWR TV   2۔ BADEN TV

3۔ RTL TV   4۔ ZDF TV

5۔ ALBANIA TV

6۔ DIE NEUE WELLE (ریڈیو چینل)

7۔ اخبار BADISCHES TAGE BLATT

8۔ اخبار STUTTGARTER ZEITUNG

9۔ اخبار SUDDEUTSCHE ZEITUNG

10۔ DPA PRESS AGENCY

11۔ KATHOLISCHE NACHRICHTEN AGENTUR

☆ ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ کا دنیا کے لئے کیا پیغام ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مَیں ایک لمبے عرصہ سے یہ پیغام دنیا میں پہنچا رہا ہوں کہ دنیا کے امن کو قائم کرنے کے لئے ہمیں مزید محنت کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیں آپس میں تعاون کرنا ہوگا کیونکہ ہم ایک بہت بڑی

آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے انتہا رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے اور جو خدا بے انتہاء رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہو وہ اپنی مخلوق کے ساتھ نفرت اور ظلم کا سلوک نہیں کرتا۔

☆ ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ یہاں جرمنی میں خاص طور پر کچھ پارٹیز (Parties) یہ سوال اٹھاتی ہیں کہ اسلام جرمنی کا حصہ ہے یا نہیں اور کیا اس کی تعلیم ہمارے قوانین سے مختلف تو نہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جس اسلام کو مَیں جانتا ہوں وہ محبت، امن اور ہم آہنگی کا گہوارہ ہے۔ مجھے نہیں علم کہ وہ اسلام کے بارہ میں اپنی معلومات کہاں سے لیتے ہیں مگر جس اسلام کی تعلیم کو مَیں جانتا ہوں، جو تعلیم قرآن کریم دیتا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے خالق سے، اپنے پیدا کرنے والے سے محبت کرو اور بنی نوع انسان سے محبت کرو۔ ہر انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے۔

....

بعد ازاں پرچم کشائی کی تقریب کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ کے چاروں ہالوں کے

☆Design 4 Build Services☆

تعمیرات کے شعبہ میں ماہرانہ خدمات

تجربہ کار انجینئرز، آرکیٹکٹس اور بلڈرز کی ایک قابل اعتماد ٹیم جو آپ کے رہائشی، کمرشل اور انڈسٹریل پراجیکٹس کے علاوہ پرانے گھروں کی تعمیر و توسیع و آرائش میں بھی آپ کی مناسب رہنمائی کرتی ہے۔

ہماری خدمات: ☆ ڈیزائننگ، پلاننگ، تعمیر اور سپرویژن ☆ پلاننگ پرمشن، درخواست و اپیل ☆ سٹرکچرل انجینئر کی رپورٹ، مشورہ اور راہنمائی

We help to buy and sell properties for cash. We welcome builders and inverstors to join our team.

Contact: M: 0791 008 0278, **W:** design4build.com

درمیان ایک کھلے لان میں تشریف لے آئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔ لوائے احمدیت لہرانے کے دوران احباب جماعت ''ربّنا تقبّل مِنّا انّک انت السمیع العلیم'' کی دعا پڑھتے رہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی یہاں جلسہ گاہ سے Live نشریات صبح سے ہی شروع ہوچکی تھیں۔ پرچم کشائی کی یہ تقریب بھی دنیا بھر میں Live نشر ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس کے ساتھ جلسہ سالانہ کا افتتاح ہوا۔

....

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوّذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج سے تین دن کے لئے جماعت احمدیہ جرمنی کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور اس جمعہ کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ کا آغاز ہو رہا ہے۔ افراد جماعت کی اصلاح کے لئے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی بنیاد جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈالی تھی اُس پہلے جلسہ کو اِس سال 125 سال پورے ہونے والے ہیں۔ وہ جلسہ جو قادیان کی چھوٹی سی بستی میں ہوا تھا اور مسجد کے ایک حصہ میں پچھتّر (75) افراد نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور دنیا کی اصلاح اور اسلام کے پیغام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مددگار بنتے ہوئے دنیا میں پھیلانے کا جو عہد کیا تھا اس کا نتیجہ ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کام اور ان کی نیّتوں میں ایسی برکت ڈالی کہ آج یہاں جرمنی میں جماعت احمدیہ یہاں کے بڑے بڑے میسر ہالوں اور کمپلیکس میں سے ایک مکمل کمپلیکس جو وسیع رقبہ پر پھیلا ہوا ہے اس میں اپنا جلسہ منعقد کر رہی ہے اور اس وسیع و عریض عمارت کے باوجود بعض ضروریات کے لئے باہر کھلے میدان میں مارکیاں اور خیمے لگائے گئے ہیں۔ اگر دنیاوی وسائل کے لحاظ سے ہم دیکھیں تو ہمارے لئے آج بھی ممکن نہیں کہ اتنے وسیع اخراجات کر سکیں لیکن اللہ تعالیٰ جماعت کے پیسے میں برکت ڈالتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں یہاں جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اِذن پاکر ان جلسوں کا انعقاد شروع کیا تھا اور اس کا مقصد افراد جماعت کی اصلاح تھی۔ اس کا مقصد خدا تعالیٰ کی طرف کھینچے جانے کی کوشش کرنا تھا۔ علم و معرفت میں ترقی کرنا تھا۔ پاک تبدیلیاں پیدا کر کے انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا تھا۔ دنیا کی چاہتوں اور لغویات سے اپنے آپ کو بچانا تھا۔ اسلام اور احمدیت کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا عہد و پیمان کرنا اور اسے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ پورا کرنا تھا۔ آپس میں محبت، پیار اور بھائی چارے کے رشتے کو بڑھانا تھا۔ پس پہلوں نے اس کام کو خوب نبھایا۔ قادیان کی چھوٹی سی بستی کے جلسوں میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی کہ آج اس نہج پر دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں جہاں جہاں جماعتیں قائم ہیں جلسے منعقد ہو رہے ہیں اور ان جلسوں کا بھی وہی مقصد ہے جو قادیان کے جلسہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا تھا اور جس کا میں نے مختصراً ابھی ذکر کیا ہے۔

پس اگر تو ہم اس مقصد کے لئے آج یہاں جمع ہوئے ہیں تو ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔ اگر کسی میلے کے تصور کے ساتھ یہاں آئے ہیں یا ہم میں سے کوئی بھی آیا ہے تو یہ بدقسمتی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نیک مقصد کے لئے جمع ہونے کے لئے کہا اور ہم جمع بھی ہوئے لیکن نیک مقاصد کے حصول کے بجائے دنیاوی باتوں میں پڑ جائیں۔ پس یہاں آنے والا ہر احمدی یہ بات مدنظر رکھے کہ ان تین دنوں میں دنیا سے بالکل قطع تعلق کر لے اور اس کے بعد بھی دنیا میں رہنے کے باوجود، دنیاوی کاموں میں پڑنے کے باوجود کہ یہ بھی ضروری چیز ہے، دنیاوی کام، روزگار ہے، کاروبار ہے، ضروری ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان نیکیوں کو جاری رکھنے کی کوشش کرنے کا عہد کر کے جائیں جو یہاں آپ میں پیدا ہوئیں تا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنتے رہیں۔ ان دنوں میں فرض اور نفل عبادتوں کے علاوہ ذکر الٰہی بھی کرتے رہیں۔ ذکر الٰہی سے خیالات پاک رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہتی ہے اور انسان برائیوں سے بچا رہتا ہے۔ یہی مقصد عبادات کا ہے۔ اور ذکرِ الٰہی لازمی عبادات کی طرف بھی توجہ دلاتی رہتی ہے۔ اور پھر اگر انسان حقیقی عبادت، صحیح عبادت کر رہا ہے تو پھر اس کی وجہ سے ذکر الٰہی کی طرف توجہ رہتی ہے۔

پس اس بات کو ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں عبادت کا ایک رکن رکھا ہے جو ہر حالت میں ہر مسلمان پر تو فرض نہیں لیکن اس کے باوجود لاکھوں مسلمان ہر سال اس فریضے کو سرانجام دیتے ہیں یعنی حج بیت اللہ کا فریضہ۔ چند دن تک انشاء اللہ تعالیٰ یہ فریضہ انجام دیا جائے گا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے حج کی عبادت کی طرف توجہ دلا کر مسلمانوں کو یہ کہا کہ اپنی تمام تر توجہات ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف رکھو کہ اس کے بغیر حج کا مقصد پورا نہیں ہوتا، وہاں اس طرف بھی توجہ دلائی کہ مجمع کی وجہ سے، ایک جگہ جمع ہونے کی وجہ سے بعض برائیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ حج کے ماحول کی وجہ سے ہر حج کرنے والے سے یہی توقع رکھی جاتی ہے کہ اس کو اس پاکیزہ ماحول کی وجہ سے کسی اور بات کا خیال نہیں آ سکتا سوائے ذکرِ الٰہی کے، تسبیح کے اور تحمید کے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کو جانتا ہے اس نے تین برائیوں کی طرف بھی اس موقع پر توجہ دلا دی کہ تم نے ان چیزوں سے بچ کر رہنا ہے۔ پس ماحول جیسا بھی پاکیزہ ہو انسان کو ہر وقت شیطان کے حملوں سے بچنے کی دعا کرتے رہنا چاہئے اور ہوشیار ہو کر اس طرف توجہ رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے حج کرنے والوں کو جن تین برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ دلائی ہے ان میں سے پہلی فرمایا رَفَث ہے۔ شہوانی باتیں تو اس کا ترجمہ کیا ہی جاتا ہے لیکن اس کا مطلب بدکلامی کرنا، گالیاں دینا، گندی اور بیہودہ باتیں کرنا، گندے قصے سنانا، فضول اور لغو باتیں کرنا، گپیں وغیرہ مارنا، بیٹھ کے مجلسیں جمانا، یہ سب بھی اس میں شامل ہیں۔ پس یہاں وضاحت سے ہر قسم کی لغویات، فضولیات اور گپیں لگانے کی مجالس سے منع فرما دیا۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حج پر جا کر یہ باتیں کون کرتا ہوگا۔ وہاں تو خالص ہو کر ہر ایک جو بھی حج پر جاتا ہے اس سے یہی توقع رکھی جاتی ہے کہ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ پر نثار کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں جب حج پر گیا تو ایک نوجوان میرے ساتھ طواف کر رہا تھا تو طواف کرتے ہوئے بجائے دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کے وہ فلمی گانے گا رہا تھا۔ ہندوستان سے گیا ہوا تھا۔ تو میں نے اس سے کہا یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تو کہنے لگا مجھے تو دعائیں وغیرہ آتی کوئی نہیں کہ حج پہ کیا کی جاتی ہیں۔ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ کلکتے میں ہماری کپڑے کی بڑی دکان ہے۔ ہمارے مقابلے پہ ایک اور بڑی کپڑے کی دکان ہے۔ بڑے کاروباری لوگ ہیں۔ ان مالکوں میں سے ایک حج کر کے آیا۔ اس نے اپنی دکان کے بورڈ پر حاجی بھی اپنے نام کے ساتھ لکھ لیا ہے۔ لوگوں کی اس طرف اس وجہ سے زیادہ توجہ ہوگئی کہ حاجی صاحب کی دوکان ہے اچھا مال دیتے ہوں گے۔ تو میرے باپ نے مجھے کہا کہ مَیں تو حج پر جا نہیں سکتا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے (جو بھی وجہ ہو)، تم حج پر جاؤ تا کہ ہم بھی اپنا بورڈ لگالیں۔ تو میرا تو یہ مقصد ہے کہ کاروبار کو بڑھانے کی نیت سے مَیں حج کر رہا ہوں۔

پس جب حج پر اس مقصد کے لئے لوگ جا سکتے ہیں تو پھر کسی اور عبادت یا جلسے پر کیا سوچ نہیں ہوسکتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حج کے دنوں میں فسوق نہیں کرنا۔ یعنی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نہیں نکلنا۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننا ہے۔ جو نیکی کا راستہ تم نے اختیار کیا ہے اس کو اختیار کئے رکھنا ہے اور برائی کی طرف نہیں جھکنا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حج کے دنوں میں جِدال یعنی ہر قسم کے جھگڑے سے، لڑائی سے مکمل طور پر بچنا ہے۔ حضرت مصلح موعود نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ہمارے جلسوں پر بھی اگر اس سوچ کے ساتھ لوگ آئیں جو اصول اللہ تعالیٰ نے حج کے دوران برائیوں سے رکنے کا بیان کیا ہے تو غیر معمولی اصلاح ہوسکتی ہے۔ یقیناً آپ نے اصلاح کے لئے یہ بڑی حقیقی اصولی بات بیان فرما دی۔ یہ نہیں ہم کہتے کہ جلسہ کا مقام خدانخواستہ حج کا مقام ہے یا اب جیسے بعض غیر احمدیوں نے ہم پر الزام لگانا شروع کیا ہوا ہے کہ ہم قادیان جاتے ہیں اس لئے اسے حج کا مقام دیتے ہیں، یہ غلط ہے۔ لیکن دینی ترقی کے حصول کے لئے اور اپنی اصلاح کے لئے یہ بنیاد ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک بنیاد فرما دی کہ جہاں بڑے اکٹھ ہوں، مجمعے ہوں ان باتوں کا بھی خیال رکھو۔ اور اگر ہم دینی ترقی کے لئے، اپنی اصلاح کے لئے جمع ہونے والے جلسہ میں ان باتوں کا خیال رکھیں گے تو ہماری اصلاح کے معیار بڑھیں گے۔ جلسہ ایک عبادت تو نہیں لیکن ٹریننگ کیمپ ضرور ہے جو روحانیت میں ترقی کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اس میں ہم اگر بدکلامی، گالیاں دینے، گندی اور بیہودہ باتیں کرنے، قصے سنانے کے کام کریں گے تو مقصد نہیں پورا ہوسکتا۔ تو اس میں ہمیں ان سب چیزوں سے بچنا ہے۔ اگر ہم لغو باتوں سے بچیں گے اور لغو گفتگو سے بچیں گے تو یقیناً ایک پرسکون اور پرامن اور نیکیاں بکھیرنے والا ماحول پیدا ہوگا اور جلسے کا مقصد پورا ہوگا۔ پھر فسوق جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر نکلنے کا گناہ ہے اس سے بچنا ہے۔ یہ ضروری چیز ہے کہ ہم کامل طور پر جب دینی مقصد کے لئے آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر ہمیشہ ڈالے رکھیں۔ پس خلاصہ یہ کہ قرآن کریم کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے ہم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق بھی ادا کرنا ہے اور باقی احکامات پر عمل بھی کرنا ہے۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''پھر ایک انتہائی عمل جو تعلقات کو توڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے اور پھر یہ تعلقات سالوں ٹوٹے رہتے ہیں، جھگڑے چلتے رہتے ہیں، ان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کی جو اغراض بیان فرمائی ہیں وہ حقیقتاً انہی تین باتوں کے گرد گھومتی ہیں کہ ہمیں اپنی اصلاح کا موقع ملے۔ اپنے نفس کی اصلاح ہو۔ فضولیات سے پرہیز ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اور اس کے حکموں پر کامل اطاعت سے چلنے کی طرف خاص توجہ پیدا ہو۔ اور اپنے بھائیوں سے خاص رشتہ محبت اور بھائی چارے کا قائم ہو۔ اور ہر قسم کی خودغرضی اور جھگڑے کو ختم کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب ایک سال یہ دیکھا کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے رہے اور خودغرضی بعض لوگوں پر غالب آ گئی ہے اور بعض چھوٹی چھوٹی باتوں پر بحث مباحثہ اور جھگڑے کی صورت بنی ہے تو آپ نے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے ایک سال جلسہ ہی منعقد نہیں فرمایا تھا۔ پس جلسہ میں شامل ہونے والے ہر شخص کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے جہاں ان دنوں میں ہر چھوٹی سے چھوٹی بات میں اپنے نفس کی اصلاح کی طرف توجہ دینی ہے، اپنا وقت اِدھر اُدھر ضائع کرنے کی بجائے جلسہ میں شامل ہونے کے مقصد کو پورا کرتے ہوئے جلسہ کا تمام پروگرام سننا ہے۔ ہر مقرر کی تقریر میں اصلاح اور نیکی کی باتیں مل جاتی ہیں۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں کچھ نہیں ملا یا ہم بہت بڑے عالم ہیں۔ جتنے مرضی بڑے عالم ہوں کوئی نہ کوئی بات مل جاتی ہے یا کم ازکم یاد دہانی ہو جاتی ہے۔ اس لئے انہیں غور سے سننا چاہئے۔ اپنی روحانیت کو بڑھانے کے لئے اللہ کی عبادت کا حق ادا کریں اور پھر حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ رہنی چاہئے۔ یہاں جھگڑے اور جِدال کا سوال نہیں کہ جھگڑا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ جلسہ سے حقیقی فیض پانے کے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بننے کے لئے یہ نہیں کہ جن کے پرانے جھگڑے چل رہے ہیں وہ یہاں آ کے جھگڑے کریں بلکہ ان کو بھی ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر صلح کر کے ان کو ختم کرنا چاہئے۔ اپنی اَنانیت کو ختم کریں۔ مجھے علم ہے کہ ہر سال جلسے پر بعض خاندانوں میں، بعض لوگوں میں بعض پرانی باتوں کی وجہ سے بدمزگیاں لوگوں میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور بعض لوگ آپس میں لڑ بھی پڑتے ہیں۔ جلسہ پر تو ہر ایک یہاں آیا ہوتا ہے۔ دو ناراض گروہوں کا یا لوگوں کا آمنا سامنا ہو جاتا ہے۔ یہاں تو ہر احمدی نے آنا ہے۔ اس لئے یہ نہیں ہم کہہ سکتے کہ وہ کیوں جلسہ پر آیا اور وہ کیوں نہیں آیا۔ ناراض لوگوں میں، عورتوں میں بھی اور مردوں میں بھی جب اس طرح ان کی پرانی ناراضگیاں چل رہی ہوں تو جب ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں تو تیوریاں چڑھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ ماتھے پر بل پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ بعض لوگ دُور سے ہی یا چلتے چلتے کوئی نہ کوئی طنزیہ فقرہ کہہ جاتے ہیں اور اظہار یہ ہوتا ہے کہ جس طرح ہم نے ان کو نہیں کہا بلکہ ویسے ہی بات کہی حالانکہ حقیقت میں وہ چِڑانے کے لئے یا جان بوجھ کر کہا جاتا ہے۔ اور دوسرا فریق جو پہلے ہی دل میں پیچ و تاب کھا

قائم شدہ
1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

رہا ہوتا ہے وہ بھی غصہ میں کچھ کہہ دیتا ہے۔ گویا ایک لغو حرکت سے پھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر نکلتے ہیں اور پھر بعض دفعہ لڑائی تک نوبت آ جاتی ہے۔ اگر کسی کو اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں ہے تو بہتر ہے کہ جلسہ کے ماحول سے پہلے ہی خود ہی باہر چلے جائیں۔ جلسہ میں شامل نہ ہوں۔ دو چار لوگ ہی ایسے ہوتے ہیں جو جماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور جلسہ پر آ کر بجائے جلسہ کی برکات سے حصہ لینے کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں۔ کیا کبھی اللہ تعالیٰ پسند کرے گا کہ ایک نیک مقصد کے لئے جمع ہونے والے مومن اپنی روحانی ترقی اور نیک مقاصد حاصل کرنے کی بجائے فتنہ وفساد کو بڑھانے والے ہوں۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''پس یہ وہ نصائح ہیں جو ہمیں اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے والا بنا سکتی ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے ہمدردی کے جذبات ہمارے اندر ہوں گے، تکبر کو ہم دل سے نکالنے والے ہوں گے، اپنی اولاد کی طرح ایک دوسرے سے نرمی اور ملائمت سے اور پیار سے بات کرنے والے ہوں گے۔ اگر یہ چیزیں ہوں گی تو ان تمام جھگڑوں اور فسادوں سے بچنے والے ہوں گے جو ہمیں بسا اوقات ابتلا میں ڈال جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہاں جلسے پر بھی ایسے اظہار ہوجاتے ہیں۔ اور پھر مَیں کہوں گا کہ ہمارا یہاں جمع ہونے کا مقصد اپنی روحانی اور عملی حالت کو ترقی دینا ہے اور یہ مقصد ہم اس وقت پورا کر سکتے ہیں کہ ایک کوشش سے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ پس ان دنوں میں بہت توجہ سے اس بات کا خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ جلسہ کی انتظامیہ کے ساتھ بھی بھرپور تعاون کریں۔ حالات کی وجہ سے اگر بعض دفعہ داخلی راستوں پر چیکنگ وغیرہ میں وقت لگ جائے تو وہاں بھی برداشت کریں۔ حوصلے اور صبر سے کام لیں اور بیشمار یہ جو کام کرنے والے کارکنان اور کارکنات ہیں، مرد اور عورتیں ہیں، بچے بچیاں ہیں ان سے بھرپور تعاون کریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ کون کس عمر کا ہے۔ یہ دیکھیں کہ جو اس کے ذمہ کام دیا گیا ہے وہ اس کو سرانجام دینے کے لئے آپ کو کوئی باتیں کہہ رہا ہے جس پر آپ نے عمل کرنا ہے۔ ان کے لئے دعائیں بھی بہت کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحیح رنگ میں کام کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم جلسہ سے حقیقی فیض پانے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنیں۔''

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل 23 ستمبر 2016ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ تین بجے تک جاری رہا۔ اور یہ خطبہ جمعہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر Live (براہ راست) نشر ہوا اور مقامی طور پر درج ذیل بارہ زبانوں میں اس کا ترجمہ ساتھ ساتھ کیا گیا:

جرمن، انگریزی، فرنچ، بنگالی، عربی، بلغارین، ٹرکش، البانین، رشین، بوزنین، فارسی، سواحیلی۔

علاوہ ازیں ان میں سے انگریزی، عربی، فرنچ، بنگالی اور جرمن تراجم براہ راست ایم ٹی اے پر نشر ہوئے۔

اس کے علاوہ ''ایم ٹی اے افریقہ'' پر سواحیلی اور انگریزی کا ترجمہ براہ راست نشر ہوا۔

ریڈیو پر دو مختلف Frequencies میں عربی اور جرمن ترجمہ Live نشر کیا جاتا رہا۔

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر بھی جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شعبہ نمائش میں تشریف لے آئے جہاں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک پریس کانفرنس کا انعقاد ہوا۔

....

پریس کانفرنس کا انعقاد

پریس کانفرنس میں پانچ ٹیلی ویژن چینلز ایک ریڈیو چینل، تین اخبارات اور دو نیوز ایجنسیز کے نمائندے اور جرنلسٹ موجود تھے۔

☆ ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ کا جلسہ پر آکر سب سے بڑا تأثر کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میرے لوگ یہاں جلسہ سالانہ پر اکٹھے ہوئے ہیں تا کہ وہ اپنے ایمان اور روحانیت میں آگے بڑھیں اور مزید سیکھیں کہ دوسرے انسانوں کا ان پر کیا حق ہے۔ یہاں انہیں سب کو دیکھ کر مَیں خوش ہوں۔

☆ ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آجکل کے حالات دنیا میں بہت خراب ہیں اور اسلام کا لوگوں کے دلوں میں بہت خوف ہے۔ اس بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: آپ کی بات درست ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کا خوف بیٹھا ہوا ہے۔ مگر اس خوف کی بنیاد اسلامی تعلیم نہیں ہے بلکہ ان دہشتگرد اور انتہا پسند لوگوں کے عمل ہیں جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہر جگہ فساد کر رہے ہیں اور محض اپنے مفاد کے حصول کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ جبکہ اسلام کی حقیقی تعلیم مکمل طور پر امن اور سلامتی والی ہے۔ اگر کوئی مسلمان گروپ اپنے مفادات کے حصول کے لئے ظلم کی راہ پر اُتر آئے تو یہ ہرگز اسلام کی تعلیم نہیں ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ صحافیوں کی ایک خاصی تعداد اور دیگر افراد ان ممالک میں گئے جہاں یہ مظالم ہو رہے ہیں اور داعش کے لوگوں اور دیگر افراد سے پوچھا کہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں وہ تو اسلامی تعلیم کی پیروی معلوم نہیں ہوتی۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں یہ علم نہیں کہ جو ہم کر رہے ہیں وہ اسلامی تعلیم اور قرآن کریم کے مطابق ہے یا نہیں یا اسلامی تعلیم کیا ہے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہمارے رہنماؤں نے کہا ہے کہ ایسا کرو۔ اس لئے ہم ایسا کر رہے ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض جن کو اسلامی تعلیم کا کچھ علم تھا یہ بھی کہا کہ گو ہمیں پتہ ہے کہ خودکُش حملے وغیرہ اسلام کی تعلیم نہیں لیکن ہم لوگ جو ایسا کر رہے ہیں اس کو روکنا بھی نہیں چاہتے۔ یہ سب باتیں ریکارڈ پر ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ اسلام کی خاطر نہیں بلکہ محض اپنے مفاد کی خاطر کر رہے ہیں۔ لہٰذا کسی کو اسلام سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ساتھ ساتھ ہم احمدی امن کے پیغام کو پھیلا رہے ہیں مگر جب کوئی تشدّد پسند واقعہ ہوتا ہے یا ظلم کیا جاتا ہے تو پریس اور میڈیا اس کی زیادہ coverage کرتا ہے اور جب اس کے بالمقابل ہم اسلام کی حقیقی تعلیم یعنی محبّت، امن اور ہم آہنگی کا پرچار کرتے ہیں تو ہمیں پریس اور میڈیا اتنی coverage نہیں دیتا۔ لہٰذا پریس اور میڈیا کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور اسلام کی حقیقی تصویر دکھانی چاہئے۔

☆ ایک جرنلسٹ نے یہ سوال کیا کہ آجکل بہت ریفیوجیز ان ممالک میں آرہے ہیں۔ یہ سب کس طرح اچھے طریقے سے معاشرے میں جذب ہوسکتے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ integration کیا چیز ہے؟ مجھے تو آج تک کسی بھی شخص نے intigration کی کوئی کامن (common) تعریف نہیں بتائی۔ میڈیا اور پریس کچھ definition دیتا ہے جو سیاست دان ہیں وہ اس کا کچھ اَور مطلب بیان کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میرے نزدیک intigration یہ ہے کہ جب اس ملک میں آجاتے ہیں اور اس ملک کے شہری بن جاتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق وطن کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ وہ ایمان کا حصہ بنالیں تو جب ایمان کا حصہ ہو جائے گا تو ہر شخص (immigrant) جو یہاں آئے گا اس کو ملک کے قانون کی پابندی کرنے والا ہونا چاہئے۔ اس کو اپنے اس ملک کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ ملک کی ترقی کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ intigration اگر یہ ہے کہ مَیں club میں جانا شروع کردوں تو میرے نزدیک یہ intigration نہیں ہے۔ اگر intigration یہ ہے کہ مَیں اپنی مذہبی رسومات کو جو کسی ملک کے قانون سے نہیں ٹکرا رہیں، ان کو چھوڑ دوں تو یہ کوئی intigration نہں ہے۔ intigration یہ ہے کہ مَیں اپنے مذہب پہ بھی قائم رہوں اور ملک کا وفادار بھی رہوں اور ملک کی ترقی کے لئے کوشش بھی کروں۔ یہ intigration ہے اور یہی میرا پیغام ہر جگہ ہوتا ہے۔

☆ ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ اگلے ماہ ریفیوجیز کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ یونان میں جمع ہو رہے ہیں۔ اگلے ماہ آنے شروع ہوجائیں گے تو اس بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگلے مہینہ میں مزید ریفیوجیز کی آمد متوقّع ہے۔ لیکن حالیہ رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ پچھلے سال تعداد ایک ملین تھی اور اب تک امسال صرف تین لاکھ ہے۔ لہٰذا پچھلے سال کی نسبت اس سال تعداد کم ہوئی ہے۔ اس کا انحصار ان ممالک کے حالات پر ہے اور اس کی باقاعدہ پالیسی ہونی چاہئے۔ اگر مغربی حکومتیں سمجھتی ہیں کہ وہ تمام ریفیوجیز کو ایڈجیسٹ نہیں کرسکتیں تو ان کو ان ریفیوجیز کے ہمسایہ ممالک سے پوچھنا چاہئے اور اُن کی مدد کرنی چاہئے۔ اس طرح وہ ان کو اپنے اپنے ممالک میں ریفیوجیز کیمپ کا اجراء کرکے رہائش فراہم کرسکتے ہیں۔ اس حوالہ سے مَیں نے دوسرے خطابات میں بھی تفصیل سے بات کی ہے۔ میرے نزدیک تمام ریفیوجیز کو یہاں مغرب میں ایڈجیسٹ نہیں کرسکتے۔ آپ کو اس کا کوئی حل نکالنا ہوگا۔ بہترین طریقہ وہ ہے جو افغانی ریفیوجیز کے ساتھ برتا تھا۔ افغانی ریفیوجیز کی کثیر تعداد میں پاکستان آمد ہوئی اور وہ وہاں آٹھ سے بارہ سال رہے اور مغربی حکومتوں اور UNO نے پاکستانی حکومت کی مدد کی کہ ان ریفیوجیز کے انتظامات کرسکیں اور کچھ عرصہ بعد ان ریفیوجیز کی کثیر تعداد واپس اپنے ملک چلی گئی کیونکہ ان کو محسوس ہوا کہ حالات اب ٹھیک ہوگئے ہیں۔ یہی اصول یہاں اس صورتحال پر بھی لاگو ہونا چاہئے۔

☆ ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کیا آپ اپنی کمیونٹی، احمدیہ کمیونٹی کے اسائیلم سیکرز کی مدد کرتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھیں جہاں تک ہماری استطاعت ہے ہم کرتے ہیں۔ لیکن ہم مسلمان ممالک میں بطور چیرٹی رجسٹرڈ نہیں ہیں اس لئے سرعام ہم کوئی ایسی مدد نہیں کرسکتے۔ اس کے باوجود جو لوگ مدد کے لئے ہمارے پاس آتے ہیں یا رابطہ کرتے ہیں، اُن کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور امداد مہیا کرتے ہیں۔

....

یہ پریس کانفرنس 3 بج کر 55 منٹ پر ختم ہوئی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

پچھلے پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروگرام کے مطابق 9 بجے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

.................................(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

خدا باپ اور ربّ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''خدا باپ۔ یہ لفظ اَب تین قومیں استعمال کرتی ہیں۔ عیسائی، یہودی، آریہ۔ برہمو اللہ تعالیٰ کو ماں کہتے ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ وہ ربّ کہہ کر پکارتے ہیں۔ ربّ اس کو کہتے ہیں جو ہر وقت اور ہر حال میں ہر قسم کی مخلوق کی پرورش کرتا اور تکمیل تک پہنچاتا ہے اور اس کا فیضان بہت وسیع ہے۔ برخلاف اس کے اَب (باپ) کا تعلق اپنے ہی ابن سے اور وہ بھی خاص وقت اور خاص حد تک۔ پس بندہ ہر آن ربّ العٰلمین ہی کا محتاج ہے۔ کوئی کام نہیں آتا مگر ربّ۔ جو خدا کو باپ یا ماں پکارتے ہیں نہ انہوں نے خدا کی ہستی کو سمجھا ہے اور نہ اپنے آپ کو پہچانا ہے۔'' (ارشادات نور جلد اوّل صفحہ 69)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی جمال الدین صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22؍جولائی 2011ء میں حضرت مولوی جمال الدین صاحبؓ کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت مولوی جمال الدین صاحب سیّدوالا ضلع منٹگمری (ساہیوال) کے رہنے والے تھے۔ یہ شہراب ضلع شیخوپورہ میں ہے۔ آپ کو 1889ء میں ایک قافلہ میں شامل ہوکر پیدل قادیان آنے اور بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جون 1897ء کے قادیان میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں آپؓ نے پنجابی زبان میں تقریر کی۔ ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں جلسہ 1892ء، ’’تحفۂ قیصریہ‘‘ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور ’’کتاب البریہ‘‘ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپؓ کا ذکر ہے۔ 22؍جولائی 1905ء کو آپؓ کی وفات پر حضور علیہ السلام نے آپؓ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اور بعدازاں 7؍دسمبر 1905ء کو حضرت اقدسؑ نے چند دوستوں کا نام لے کر اُن کی اُس سال کے دوران وفات کا ذکر کرتے ہوئے دکھ کا اظہار فرمایا۔

حضرت مولوی جمال الدین صاحبؓ کی تدفین سیّدوالا میں ہی ہوئی۔ آپ کے بیٹے مولوی نورالدین صاحب کے علاوہ بیٹیاں بھی تھیں جبکہ ایک داماد حضرت مولوی عبدالحق صاحبؓ تھے۔

حضرت سیّد محمد حسین شاہ صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 28؍مئی 2011ء میں حضرت سید محمد حسین صاحبؓ کے بارہ میں مکرم رانا عبدالرزاق خاں صاحب کے قلم سے ایک مختصر نوٹ شامل اشاعت ہے۔

حضرت سید محمد حسین صاحبؓ 1883ء میں قصبہ راہوں ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم راہوں اور لدھیانہ سے حاصل کی۔ 1898ء میں مالیرکوٹلہ سے مڈل کیا۔ اسی سال حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کی اور حضورؑ کی ایک تقریر بھی سنی۔ اسی سال آپ کے ماموں زاد بھائی حضرت ڈاکٹر غلام دستگیر صاحبؓ نے احمدیت قبول کرلی۔ 1901ء میں آپ کی شادی موضع ماہل پور میں ہوئی تو آپ کے برادرنسبتی حضرت قاضی شاہ دین صاحبؓ (جنہوں نے 1902ء میں احمدیت قبول کی) آپ کو حضرت اقدسؑ کی کتب پڑھنے کے لئے دیں۔ جن سے صداقت تو واضح ہوگئی لیکن بیعت کا خط آپ نے ستمبر 1905ء میں لکھا۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد آپؓ کچھ عرصہ احمدیہ بلڈنگز لاہور کے قریب بسلسلہ ملازمت مقیم رہے اور وہاں حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ کے درس قرآن سے مستفید ہوتے رہے۔ ایک روز آپؓ نے حضرت مولوی صاحبؓ سے دعا کے لئے عرض کیا کیونکہ آپؓ کے ہاں چار لڑکیاں تھیں لیکن لڑکا کوئی نہیں تھا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے دعا کے بعد فرمایا کہ لڑکے کا نام محمد رکھنا۔ چنانچہ لڑکا پیدا ہوا تو آپؓ نے بیٹے کا نام حضرت مولوی صاحبؓ کی اجازت سے ’’محمد جی‘‘ رکھ دیا۔

حضرت سیّد محمد حسن شاہ صاحبؓ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ آپؓ کی تبلیغ سے آپؓ کے تینوں بھائی اور لدھیانہ شہر کے سات خاندان بھی احمدی ہوگئے۔ 1938ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد آپؓ قادیان میں مقیم ہوئے۔ یہاں حضرت مصلح موعودؓ اور آپؓ کے دونوں بھائیوں (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ) کے رجسٹرڈ مختار عام کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ امانت تحریک جدید کے سیکرٹری بھی رہے۔ 1948ء میں بوجہ پیرانہ سالی ان ذمہ داریوں سے فارغ ہوئے۔

آپؓ تہجد گزار اور نمازوں میں سوز و گداز سے دعائیں کرنے والے تھے۔ تلاوت قرآن کا شوق تھا اور حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ کی کتب پڑھنا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ 24؍اپریل 1964ء کو لاہور میں بعمر 80 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔ آپؓ کی پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ اکلوتے بیٹے محترم محمد جی احمدی صاحب ڈاکٹر بنے اور کئی اضلاع میں DHO تعینات رہے۔ اُن کی اولاد میں محترم یوسف سہیل شوق صاحب مرحوم (واقف زندگی۔ سابق نائب ایڈیٹر الفضل ربوہ) اور محترم ڈاکٹر نسیم بابر شہید (پروفیسر قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد) شامل ہیں۔

تبلیغ کی راہ میں مشکلات اوران کا حل

مجلس انصاراللہ ناروے کے رسالہ ’’انصاراللہ‘‘ برائے 2011ء میں مکرم مبارک احمد شاہ صاحب کے قلم سے ایک مختصر مضمون شامل ہے جس میں تبلیغ کی راہ میں پیش آمدہ مشکلات کا حل پیش کیا گیا ہے۔ اس مضمون کے نکات درج ذیل ہیں:

☆ کسی کو تبلیغ کے لئے کہیں تو وہ سوچتا ہے کہ مجھ میں تو اس کی قابلیت ہی نہیں ہے کہ کسی کے اعتراض کا جواب دے سکوں!۔ دراصل تبلیغ کا مطلب یہ ہے کہ حکمت اور احسن رنگ میں پیغام پہنچا دیا جائے کہ مسیح و مہدیؑ تشریف لا چکے ہیں اور اب دنیا کی نجات اسلام کو ماننے میں ہی ہے۔ اس پیغام کی حقّانیت کو اپنے کردار و عمل سے تقویت پہنچانی چاہئے۔ مسکراتا چہرہ، اعلیٰ کردار اور دوستانہ برتاؤ دوسروں کو آپ کے قریب لاسکتا ہے۔

☆ بعض لوگ تبلیغ کو باعثِ شرمندگی سمجھتے ہیں کہ دوسرے شخص نے اگر منہ پھیر لیا تو!۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اللہ کی خاطر، اس کے دین کی ترویج و ترقی کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کا عہد کیا ہوا ہے۔ لہٰذا اگر اس راہ میں شرمندگی بھی اٹھانی پڑے تو اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اگر کم علمی کے باعث شرمندگی کا خوف ہو تو جتنی بات کرسکتے ہیں وہ ضرور پہنچائیں اور پھر کسی عالم دوست سے اُن کا رابطہ کروادیں۔

☆ اگر پیغام پہنچانے سے باہم دوستانہ تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو اپنے دوست کو سمجھائیں کہ جس مذہب پر وہ آج قائم ہیں، اگر اُس کے بانی اس بِنا پر تبلیغ کا کام ترک کردیتے کہ کہیں ان کے تعلقات لوگوں سے بگڑ نہ جائیں تو آج اُس دین کا نشان بھی نہ ملتا۔

نیز اپنے دوست کے عقیدہ پر تنقید نہ کریں بلکہ ان کے اور اپنے مذہب میں مشترکہ باتیں تلاش کریں۔

☆ دوستوں کے ساتھ اخلاص اور وفا سے پیش آئیں۔ اُن کی پریشانیوں کے لئے خود بھی دعا کریں اور حضرت خلیفۃالمسیح ایدہ اللہ کو بھی لکھیں اور اس بارہ میں اپنے دوست کو بتائیں تاکہ اُنہیں دعا کے نشان کا علم ہوسکے۔

☆ تبلیغ یکطرفہ ٹریفک نہیں ہے۔ بہترین طریق یہ ہے کہ دوستوں سے اُن کے مذہب کے متعلق استفسار کریں اور پھر گفتگو کے دوران حکمت کے ساتھ اور احسن رنگ میں اسلامی عقائد کو پیش کریں۔

کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں، پاتے ہیں جزا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر کا مصرعہ ہے: ’’کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا‘‘۔ اس حوالہ سے مکرم ابن کریم صاحب کا ایک مضمون روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 20؍جون 2011ء میں شائع ہوا ہے جس میں چند خدّامِ دین کے ایسے واقعات شامل اشاعت ہیں جن کی دلی کیفیت کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دیگر کاموں میں آسانی پیدا فرمادی۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ ایک رات قریباً ساڑھے نو بجے مجھے جماعتی طور پر حکم ملا کہ لیّہ پہنچوں۔ فوری طور پر کار وغیرہ کا انتظام کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی کوشش بارآور نہ ہوئی اور رات ساڑھے گیارہ بجے مَیں گھر سے کپڑے لے کر نکلا۔ پہلے فضل عمر ہسپتال پہنچ کر اعانت مریضان میں کچھ رقم دی۔ پھر بہشتی مقبرہ کے گیٹ پر کھڑا ہوکر دعا کرکے پلٹا ہی تھا کہ سرگودھا سے ایک بس فراٹے بھرتی ہوئی آئی اور مَیں اُس میں سوار ہوگیا۔ جھنگ سے ہوتے ہوئے صبح فجر کی نماز لیّہ پہنچ کر باجماعت پڑھائی اور لحہ لحہ اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ کا نظارہ کیا۔

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قبل از خلافت کا اپنا ایک واقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں امتحان ہورہے تھے۔ جلسہ کے آخری دن پیپر نہیں تھا تو ارادہ کیا کہ جلسہ میں شامل ہونا چاہئے۔ ربوہ پہنچ کر جلسہ سُنا۔ جلسہ کے بعد جب اڈّے پر پہنچا تو رش کی وجہ سے سیٹ نہیں مل رہی تھی۔ قاسم شاہ صاحب کو کہا کہ سائیکل پر چلتے ہیں۔ واپس آکر سائیکل لیا اور اس پر فیصل آباد گئے۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی تحریک سائیکل سفر کی وجہ سے کیونکہ سائیکل پر لمبے سفر کی عادت تھی اس لئے اس پر بجائے پریشان ہونے کے سائیکل کے ذریعہ فیصل آباد پہنچ گئے۔ جلسہ بھی سن لیا اور پیپر بھی دے دیا۔

ربوہ میں اپنے محلّہ کے ایک زعیم خدام الاحمدیہ نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ گزشتہ جمعرات کو مَیں اپنے گاؤں زمین کے ایک ٹکڑا کی فرد ملکیت کے سلسلہ میں پٹواری سے ملنے ربوہ سے پندرہ بیس میل دُور گیا مگر پٹواری صاحب مجھ سے بھی آگے کئی میل دُور کسی کام سے گئے ہوئے تھے۔ مَیں نے سوچا کہ اگر اُن کا انتظار کروں یا اُن کے پیچھے جاؤں تو کل جمعہ کے وقت تک ربوہ پہنچ کر اپنی سیکورٹی کی ڈیوٹی ادا نہیں کرسکوں گا۔ اس لئے مَیں واپس آیا۔ جمعہ کی ڈیوٹی دینے کے بعد پٹواری صاحب کو اس غرض سے فون کیا کہ کیا مَیں ہفتہ کو اُن کے پاس آکر تصدیق کرواسکتا ہوں۔ پٹواری صاحب نے کہا کہ وہ تو اس وقت قریبی شہر لالیاں میں ہیں۔ مَیں نے پوچھا کہ مَیں اسی وقت وہاں آسکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایک مریض کی عیادت کے لئے ایک گھنٹہ میں فضل عمر ہسپتال ربوہ آئیں گے اور مَیں بھی وہاں آجاؤں۔ جب مَیں وہاں پہنچا تو چونکہ تصدیق کے لئے کالے قلم کی ضرورت ہوتی ہے جو وہاں میسّر نہیں تھا اس لئے مَیں بازار سے قلم لانے کے لئے اُٹھا تو پٹواری صاحب نے اپنی جیب سے دس روپے نکال کر زبردستی مجھے دیئے اور سختی سے کہا کہ آپ کا ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہونا چاہئے۔

محترم چودھری محمد الدین صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13؍جولائی 2011ء میں محترم چودھری محمد الدین صاحب آف بھڈال کا ذکرخیر اُن کی بیٹی مکرمہ ت۔ کوثر صاحبہ کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

محترم چودھری محمد الدین صاحب کا تعلق سیالکوٹ کے گاؤں بھڈال سے تھا۔ 10 جون 1969ء کو آپ کی وفات 63 سال کی عمر میں ہوئی۔ اُس وقت آپ گاؤں میں صدر جماعت بھی تھے۔ بہت نیک، نرم دل اور غریب پرور تھے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد ایک خواب کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ آپ کے والد رحیم بخش صاحب نے پہلے تو آپ کو احمدیت ترک کرنے کے لئے سمجھایا لیکن جب آپ ایمان پر قائم رہے تو گھر سے نکال دیئے گئے۔ آپ نے زراعت کے محکمہ میں نوکری کرلی۔ چونکہ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اس لئے والدین نے مجبور ہوکر چھ ماہ بعد آپ کو اس شرط پر گھر بلالیا کہ مولویوں کے اعتراضات کا جواب دو۔ آپ نے دلائل سے جب مولویوں کو لاجواب کردیا تو آپ کے والدین نے بھی احمدیت قبول کرلی۔ بعدازاں آپ کی شادی حضرت نذیر حسن صاحبؓ کی بیٹی حفیظہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔

حضرت نذیر حسن صاحب ضلع گوجرانوالہ کے رئیس اور بہت بڑے زمیندار تھے۔ ماہر قانون و طبّ اور کیلی گرافر بھی تھے۔ ایک بار کسی کام کے سلسلہ میں قادیان گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی شرف ملاقات حاصل ہوگیا اور اتنے متأثر ہوئے کہ بیعت کرکے واپس لَوٹے۔ گھر پہنچ کر اپنے بڑے بھائی کو اپنے قبولِ احمدیت کا بتایا تو وہ سخت ناراض ہوئے۔ وہ بڑے عالم فاضل تھے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22؍جولائی 2011ء میں مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک نظم بعنوان ’’دعوتِ فکر‘‘ شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

قندیلِ حرم تو روشن ہے کیوں آتے نہیں کچھ پروانے
خواہش تھی جنہیں مر مٹنے کی وہ آج ہوئے کیوں فرزانے
تہذیب کے دورِ حاضر میں ناقابلِ فہم ہے ذوقِ نظر
حق سے ہیں گریزاں ’’اہلِ خرد‘‘ مرغوب ہیں ان کو افسانے
دیکھو ذرا چشمِ بصیرت سے توحید کی مَے کے متوالو
میخانہ وہی ، ساقی بھی وہی ، گرد میں وہی ہیں پیمانے
کیا شان ہے آنے والے کی سجدے میں در و دیوار گرے
ویران ہوئیں آباد جگہیں ، آباد ہوئے پھر ویرانے
شبّیر خدا کے فضلوں کا پھر ایک منادی آیا ہے
اے کاش زمانہ غور کرے اور اُس کی صدا کو پہچانے

اور اُن کی لکھی ہوئی کتب ایم او کالج لاہور میں بھی پڑھائی جاتی تھیں۔ انہوں نے غصہ میں آ کر اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ ہم دونوں مباہلہ کر لیتے ہیں جس میں ہمارے گھرانے بھی شامل ہوں گے۔ پھر خود ہی چھ ماہ کی مدّت مقرر کر لی۔ کچھ ہی عرصہ میں اُن کے خاندان کے افراد فوت ہونا شروع ہوگئے۔ حضرت نذیر حسن صاحبؓ بار بار اپنے بھائی کو سمجھاتے لیکن وہ آخر تک نہیں مانے اور خود بھی فوت ہوگئے۔

حضرت نذیر حسن صاحبؓ کی بیٹی حفیظہ بیگم صاحبہ جوان ہوئیں تو آپؓ کو اُن کے رشتہ کی فکر ہوئی اور خاص دعائیں شروع کیں۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں بھڈال ہے۔ گاؤں کے باہر ایک کنواں ہے جس پر گول چہرے اور موٹی آنکھوں والا ایک سانولا لڑکا وضو کر رہا ہے۔ آپؓ نے اگلی صبح بگھی تیار کروائی اور گوجرانوالہ سے سیالکوٹ کے گاؤں بھڈال کی طرف روانہ ہوئے۔ کئی نوکر چاکر ساتھ تھے۔ جب گاؤں کے باہر پہنچے تو واقعی کنویں پر ایک نوجوان وضو کر رہا تھا جس کا حُلیہ وہی تھا جو خواب میں دکھایا گیا تھا۔ آپؓ نے اُس سے تعارف حاصل کیا۔

یہ بھی حسن اتفاق تھا کہ کنویں کے مالک ایک احمدی تھے جو حضرت نذیر حسن صاحبؓ کو جانتے تھے۔ وہ آپؓ کو وہاں دیکھ کر حیران ہوئے اور ساری بات سن کر بتایا کہ مالی لحاظ سے دونوں گھرانوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ بہرحال یہ رشتہ طے پا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ کے نتیجہ میں چھ بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں۔

بعدازاں محترم چودھری محمدالدین صاحب کو خداتعالیٰ نے مالی وسعت کے ساتھ بے حد عزت بھی عطا فرمائی۔ مقامی کونسل کا الیکشن بلامقابلہ جیتا کرتے۔ آپ 13 مختلف مذہبی اور سیاسی عہدوں پر فائز رہے۔ اپنی زمین پر آلو کاشت کرواتے اور جلسہ سالانہ ربوہ کے لئے آلوؤں کے ٹرک بھجوایا کرتے۔ نماز باجماعت کے انتہائی پابند اور غریبوں کے بے حد ہمدرد تھے۔

ملک مبرور احمد صاحب شہید نوابشاہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13 جولائی 2011ء میں مکرم ملک مبرور احمد صاحب شہید نوابشاہ کی شہادت کی خبر شائع ہوئی ہے جنہیں 11 جولائی 2011ء کی رات تقریباً سوا آٹھ بجے اُن کے چیمبر میں شہید کر دیا گیا۔ یہ وکیل تھے۔ انہوں نے اپنی گاڑی باہر کھڑی کی اور چیمبر سے باہر نہیں آئے تھے کہ قریبی جھاڑی میں سے چھپے ہوئے ایک نامعلوم شخص نے باہر نکل کر کنپٹی پر پستول رکھ کر فائر کر دیا اور فرار ہوگیا۔ ان کے بھائی ملک وسیم احمد صاحب بھی ان کی گاڑی کے قریب ہی تھے، وہ حملہ آور کے پیچھے دوڑے تو اُس نے ان پر بھی فائر کئے لیکن الحمدللہ وہ بچ گئے۔

محترم ملک مبرور احمد صاحب پر پہلے بھی ایک دفعہ قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ آپ کی عمر پچاس سال تھی۔ گو جماعتی مخالفت کے علاوہ بھی آپ کی کاروباری دشمنی تھی کیونکہ آپ نے وہاں کے بعض بڑے لوگوں کے خلاف اور غریب مقتولوں کے حق میں مقدمات لڑے تھے۔ کچھ اَور بھی دشمنیاں تھیں لیکن بہرحال جماعتی دشمنی غالب تھی کیونکہ جماعتی خدمات بھی انجام دے رہے تھے اور خدام الاحمدیہ میں ناظم عمومی ضلع اور سیکرٹری جائیداد بھی رہے۔ آجکل جماعت نوابشاہ کے صدر تھے۔

شہید مرحوم 29 فروری 1962ء کو نوابشاہ شہر میں پیدا ہوئے۔ 1980ء میں میٹرک پاس کیا۔ بی کام 1986ء میں جبکہ ایم اے (اکنامکس) اور ایل ایل بی 1988ء کیا۔ 1990ء سے نوابشاہ میں وکالت کر رہے تھے۔ سول مقدمات میں ماہر وکیل مانے جاتے تھے۔ ایک نڈر احمدی تھے اور ہر جگہ اپنی احمدیت کا اظہار بھی کر دیتے۔ آپ کی شادی دسمبر 1992ء میں ہوئی تھی۔

آپ کے والد مکرم ملک مبارک احمد صاحب 13 مئی 1991ء میں وفات پاگئے تھے۔ پسماندگان میں ضعیف والدہ مکرمہ مبارکہ طیبہ صاحبہ، اہلیہ مکرمہ امۃ الصبور صاحبہ، تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ اپنے سات بھائیوں میں آپ کا چوتھا نمبر تھا۔ تین بہنیں بھی لواحقین میں شامل ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ کے وقت غیراز جماعت احباب بھی ایک بڑی تعداد میں موجود تھے۔ تدفین ربوہ میں ہوئی۔

مکرم منور احمد قیصر صاحب شہید لاہور

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27 جون 2011ء میں مکرم منصور احمد صاحب (ایڈووکیٹ) کے قلم سے اُن کے پھوپھی زاد بھائی مکرم منور احمد قیصر صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے جو لاہور کی احمدیہ مساجد میں ہونے والی دہشتگردی میں شہادت کا مقام پاگئے۔

مکرم میاں عبدالرحمٰن صاحب اور مکرمہ فاطمہ بی بی صاحبہ کے آٹھ بیٹوں میں مکرم منور احمد قیصر صاحب کا نمبر چھٹا تھا۔ جبکہ آپ کے ایک بیٹے اور دو بیٹیوں کی وفات شیرخوارگی میں ہی ہوگئی تھی۔ تقسیمِ ہند سے قبل قادیان میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ بعدازاں یہ خاندان پہلے گوجرہ اور پھر لاہور میں آباد ہوا۔ ایک بیٹے اپنی شادی کے صرف ایک ماہ بعد اپنڈکس پھٹنے سے وفات پاگئے۔ بچوں کی وفات کے صدمات کو سہتے ہوئے 1961ء میں مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کی پیدائش کے صرف دو گھنٹہ بعد وفات پاگئیں۔ وفات سے قبل آپ نے ایک خواب کی بِنا پر نومولود کو اپنی چھوٹی بہن کے سپرد کر دیا۔

مکرم منور احمد قیصر صاحب کے والد محترم سالہا سال تک باغبانپورہ لاہور میں صدر جماعت رہے اور وفات کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔

شہید مرحوم 1953ء میں گوجرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی شادی اپنی خالہ زاد مکرمہ شاہدہ پروین صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ آپ فوٹوگرافی کی ایک دکان چلاتے تھے جو شہید مرحوم کے سُسر نے قائم کی تھی۔ آپ کی شہادت کے بعد آپ کے بیٹے یہ دکان چلاتے ہیں۔ آپ نہایت مخلص احمدی اور خوش باش انسان تھے۔ اپنی دکان میں نماز باجماعت کا بندوبست کر رکھا تھا۔ کافی عرصہ دارالذکر کے مرکزی گیٹ پر ڈیوٹی بھی دیتے رہے۔

محترم حکیم محمد افضل فاروق صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 اکتوبر 2011ء میں میں مکرم محمد ایوب صابر صاحب کے قلم سے اُن کے والد محترم حکیم محمد افضل فاروق صاحب آف اوچ شریف کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم حکیم محمد افضل فاروق صاحب 1927ء میں اوچ شریف ضلع بہاولپور میں محترم حکیم محمد اکرم صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی جب والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ حالات نہایت غریبانہ تھے۔ آپ بڑے بیٹے تھے چنانچہ چھوٹے بھائی اور بہن کی کفالت کی ذمہ داری بھی آپ کے کندھوں پر آگئی۔ میٹرک کرکے آپ قادیان چلے گئے اور دفتر امور عامہ میں بطور کارکن ڈیوٹی دینے کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی حاصل کرتے رہے۔ چند سال بعد اپنے آبائی پیشہ حکمت کو اختیار کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے غیرمعمولی شفا آپ کے ہاتھ میں رکھی تھی۔

خدمت دین کا بے حد جذبہ تھا۔ دیگر خدمات کے علاوہ قریباً پچیس سال مقامی جماعت کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ بھی خوب کرتے۔ قدیم احمدیہ مسجد کو از سرِنو تعمیر کروایا اور اپنی ملحقہ زمین سے مربی ہاؤس کے لئے جگہ مہیا کی۔ اگرچہ آپ کا آبائی قبرستان موجود تھا لیکن آپ کے غیراز جماعت رشتہ داروں نے وہاں دیگر احمدیوں کی تدفین کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ آپ نے ایک مناسب رقبہ خرید کر احمدیہ قبرستان بنایا اور اس کی چاردیوار بنوا کر اس میں درخت وغیرہ لگوائے۔ 1984ء کے بعد آپ کو اور آپ کے ایک بیٹے کو اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ 26 ستمبر 2009ء کو آپ کے بیٹے مکرم محمد اعظم طاہر صاحب کی شہادت کا صدمہ بہت ہمّت سے برداشت کیا۔

آپ باجماعت نماز کے پابند اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے تھے۔ آپ کی وفات 15 جون 2010ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔

مکرم مولوی عبدالغفور صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 اکتوبر 2011ء میں میں مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ کے قلم سے اُن کے والد محترم مولوی عبدالغفور صاحب کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم مولوی عبدالغفور صاحب 1928ء میں قادیان میں پیدا ہوئے اور میٹرک تک وہیں سے تعلیم حاصل کی۔ والد مالی تھے جو آپ کے بچپن میں ہی وفات پاگئے۔ غربت کے باوجود خدمت کا بے حد جذبہ تھا چنانچہ رقم اُدھار لے کر دہلی میں ہونے والے جلسہ مصلح موعود میں شریک ہوئے۔ تقسیم ہند ہوئی تو آپ کراچی میں تھے۔ حفاظتِ مرکز کے لئے فوراً لاہور پہنچے اور بذریعہ ٹرک قادیان چلے گئے جہاں زندگی کی پرواہ کئے بغیر ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں ہجرت کرکے سرشمیر (ضلع فیصل آباد) میں آباد ہوئے۔ وہاں کی احمدیہ مسجد کو پختہ تعمیر کروایا۔ بعدازاں ربوہ منتقل ہوگئے۔ یہاں بھی محلّہ کی مسجد کی توسیع اپنی نگرانی میں کروائی۔ تیس سال سیکرٹری مال کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ روزانہ صبح صلّ علیٰ کرتے ہوئے مسجد پہنچتے۔

آپ خلافت کا بے حد احترام کرتے۔ چونکہ بچپن قادیان میں گزرا تھا اور آپ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کے ہم عمر بھی تھے اس لئے پہلے بے تکلّفی سے حضورؒ کا نام لے لیا کرتے تھے لیکن خلیفہ منتخب ہونے کے فوراً بعد نہایت محبت اور احترام سے نام لیتے۔ نہایت متقی، صاف گو اور دیندار انسان تھے۔ 14 مئی 2011ء کو وفات پائی۔

مکرم ناصر احمد ظفر بلوچ صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5 نومبر 2011ء میں مکرم فرحان احمد رضا صاحب کے قلم سے مکرم ناصر احمد ظفر بلوچ صاحب (ابن محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب) کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ محترم ناصر احمد ظفر صاحب کے ساتھ دفتر صدر عمومی میں مجھے بھی خدمت کرنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ آپ کے ساتھ کام کرتے ہوئے افسر ماتحت والا فرق کبھی محسوس نہیں ہوا۔ ہر مشکل میں خیال رکھتے اور دلجوئی کرتے۔ کبھی بھی کسی سے سختی سے برتاؤ نہیں کرتے تھے بلکہ ایک مسکراہٹ چہرے پر رہتی اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ عاجزی و انکساری کے پیکر تھے۔ نمود و نمائش اور صلہ وستائش سے بے نیاز ہوکر نہایت فرض شناس تھے۔ اکثر آپ کی چھٹی کا دن بھی دفتر میں گزرتا اور روزانہ چھٹی کے بعد بھی گھنٹوں سائلین کے کام کرنے کے لئے دفتر میں موجود رہتے۔ انتہائی صبر و تحمّل سے فریقین کی بات سنتے اور نہایت احسن رنگ میں افہام و تفہیم کے ساتھ اُن کے معاملات کو حل کرنے کی کوشش کرتے۔ کبھی اُکتاہٹ یا تھکاوٹ کے آثار چہرہ پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ گھر میں بھی دفتری امور میں ہی مصروف نظر آتے تھے۔ جو غیراز جماعت بھی اپنے مسائل کے سلسلہ میں آپ کے پاس حاضر ہوتے وہ بھی آپ کے اعلیٰ اخلاق اور شائستہ گفتگو سے بے حد متأثر ہوتے۔

آپ ایک مختصر علالت کے بعد 12 ستمبر 2011ء کو بعمر 77 سال وفات پاگئے۔ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں آپ کا احسن رنگ میں ذکرخیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم احمد اقبال صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5 نومبر 2011ء میں مکرم عبدالحق مبشر صاحب کے قلم سے مکرم احمد اقبال صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے جن کا نام ربوہ میں عطیۂ خون اور دیگر خدماتِ خلق کے حوالہ سے بہت نمایاں تھا۔ آپ 16 فروری 2010ء کو صرف 36 سال کی عمر میں ہارٹ فیل ہوجانے کی وجہ سے وفات پاگئے۔

موسم کیسا ہی ہو اور گھر پر دستک دینے والا کوئی بھی ہو۔ خون کی دستیابی کے لئے سائل کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے۔ شادی و غمی، وقارعمل، جماعتی ڈیوٹیوں غرضیکہ ہر جگہ آپ کی موجودگی لازمی ہوتی۔ کسی کام کو عار نہ سمجھتے۔ نالیوں کی صفائی اور دیگر کام اپنے ہاتھ سے کرکے دوسروں کے لئے بہترین نمونہ فراہم کرتے۔ غیراز جماعت افراد سے بھی گہرا تعلق اور اخلاص کا رشتہ تھا۔ مہمان نوازی کے اصول و آداب سے بخوبی واقف تھے۔ کئی بار بیرونِ ربوہ جاکر بھی عطیۂ خون پیش کیا۔ آپ کی وفات پر بے شمار آنکھیں اشکبار تھیں اور زبانیں آپ کی خدمات کا تذکرہ کر رہی تھیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13 جولائی 2011ء میں مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خوں میں نہلائے رہے سو سال میں
صابر و شاکر رہے ہر حال میں
ذلّت و رسوائی ہے لکھی گئی
قاتلوں کے نامۂ اعمال میں
اپنا جینا اور مرنا ہے یہاں
ہر طرح کی صورتِ احوال میں
رحمتِ باری رہی ہم پہ ہمیش
ہم نہائے بارشِ افضال میں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 07, 2016 – October 13, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 07, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 102-109 with Urdu translation.
00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 53.
01:00	Documentary – Tour Of Holland: Recorded on October 09, 2015.
01:50	Spanish Service
02:30	In His Own Words
03:00	Pushto Service
03:40	Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses of Surah An-Nisaa, verses 99 – 127 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 59, recorded on June 08, 1995.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 197.
06:00	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 110-119 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 54.
07:00	Foundation Stone Laying Ceremony Of Baitul Afiyat Mosque: Recorded on October 07, 2015.
07:45	In His Own Words
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on October 01, 2016.
09:55	Indonesian Service
10:50	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Al-Anfaal, verses 19-35.
13:50	Seerat-un-Nabi: The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
14:35	Shotter Shondane: Rec. September 29, 2016.
15:40	Biography of Hazrat Imam Hussain (ra)
16:20	Friday Sermon [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:00	World News
20:20	Foundation Stone Laying Ceremony Of Baitul Afiyat Mosque [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday October 08, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:05	Foundation Stone Laying Ceremony Of Baitul Afiyat Mosque
01:55	Rishta Nata Ke Masayil
02:10	Friday Sermon
03:20	Rah-e-Huda: Recorded on October 8, 2016.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 198.
06:00	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 120-128 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 01.
07:00	Jalsa Salana Germany Address To Ladies: Recorded on August 15, 2009.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 33.
09:00	Question And Answer Session: An Urdu question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra). Recorded on December 03, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on October 07, 2016.
12:10	Tilawat
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intekhab-e-Sukhan
14:05	Shotter Shondane: Recorded on May 27, 2016.
15:10	Islami Mahino ka Ta'aruf
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	In His Own Words
18:00	Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05	World News
20:25	Jalsa Salana Germany Address To Ladies [R]
21:15	Rah-e-Huda [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday October 09, 2016

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
00:55	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana Germany Address To Ladies
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon
04:00	Islami Mahino ka Ta'aruf
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 199.
06:00	Tilawat: Surah An-Nisa, verses 129-136 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 54.
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna Class: Recorded on December 19, 2015.
08:10	Faith Matters: Programme no. 193.
09:00	Question and Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on April 24, 2015.
12:05	Tilawat: Suraj Al-Anfaal, verses 42-51, part 10.
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karain [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 07, 2016.
14:10	Shotter Shondane: Rec. September 30, 2016.
15:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna Class [R]
16:45	Kids Time: Programme no. 34.
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna Class [R]
19:30	Beacon Of Truth: Rec. December 09, 2015.
21:00	Shahadat e Hazrat Imam Husain (ra)
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Monday October 10, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karain
01:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna Class
03:00	Friday Sermon
04:15	Ashab-e-Ahmad
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 200.
06:00	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 137-143 with Urdu translation.
06:10	Dars-e-Hadith
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 01.
07:00	Foundation Stone Laying Ceremony Of Sadiq Mosque: Recorded on October 14, 2015.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
08:55	French Mulaqat: Hadhrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Recorded on August 01, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on May 06, 2016.
11:10	Seerat-un-Nabi
11:35	Aao Urdu Seekhain
12:00	Tilawat: Surah Al-Anfaal, verses 52-66.
12:10	Dars-e-Hadith [R]
12:20	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Rec. November 12, 2010.
14:00	Shotter Shondhane: Rec. October 1, 2016.
15:00	Seerat-un-Nabi [R]
15:25	Sayed us Shuhada Hazrat Imam Hussain (ra)
16:05	The Bigger Picture: Rec. May 10, 2016.
16:50	In His Own Words
17:20	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Foundation Stone Laying Ceremony Of Sadiq Mosque [R]
19:20	Somali Service
19:50	Aao Urdu Seekhain [R]
20:20	Rah-e-Huda [R]
21:50	Friday Sermon [R]
22:55	Seerat-un-Nabi [R]
23:20	Sayed us Shuhada Hazrat Imam Hussain (ra) [R]

Tuesday October 11, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:20	Foundation Stone Laying Ceremony Of Sadiq Mosque
02:20	Kids Time
02:55	Friday Sermon
04:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:25	In His Own Words
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 201.
06:00	Tilawat: Surah Al-Anfaal, verses 67-76 with Urdu translation.
06:10	Darse Majmooa Ishtihirat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 55.
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class: Recorded on December 12, 2015.
08:05	Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:50	Question & Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on October 07, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Al-Anfaal, verses 67-76.
12:15	Dars-e-Majmooa Ishteharaat
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:05	Faith Matters: Programme no. 193.
14:00	Shotter Shondane: Rec. October 1, 2016.
15:20	Spanish Service
16:05	Philosophy Of The Teachings Of Islam [R]
16:30	Noor-e-Mustafwi [R]
16:50	Biography of Hazrat Imam Hussain
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class [R]
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on October 07, 2016.
20:30	The Bigger Picture
21:30	Australian Service
22:00	Faith Matters [R]
22:55	Question And Answer Session

Wednesday October 12, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:25	Dars Majmooa Ishteharaat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class
02:20	Biography of Hazrat Imam Hussain
02:55	In His Own Words
03:25	Story Time
03:45	Philosophy Of The Teachings Of Islam
04:05	Noor-e-Mustafwi
04:25	Australian Service
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 202.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Jalsa Salana Germany Concluding Address: Rec. August 16, 2009.
08:15	The Bigger Picture
09:00	Urdu Question And Answer Session: Recorded on December 03, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on October 07, 2016.
12:10	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 1-13.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 01, 2010.
14:00	Shotter Shondane: Rec. October 2, 2016.
15:05	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:40	Kids Time: Prog. no. 34.
16:15	Faith Matters: Programme no. 192.
17:20	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Germany Concluding Address [R]
20:05	French Service
21:05	Kids Time [R]
21:35	Roohani Khazaa'in Quiz
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: Rec. October 08, 2016.

Thursday October 13, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:55	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana Germany Concluding Address
03:15	In His Own Words
03:50	Faith Matters
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 203.
06:05	Tilawat & Darse Majmooa Ishtihirat
06:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 55.
07:10	Huzoor's Interview By Dutch Press: Rec. October 05, 2015.
07:50	In His Own Words
08:20	Open Forum
08:50	Tarjamatul Qur'an Class: Surah An-Nisaa, verses 118-140 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Rec. June 14, 1995.
09:50	Indonesian Service
10:55	Japanese Service
12:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 14-25.
12:15	Dars Majmooa Ishtehataat
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:05	Beacon Of Truth: Recorded on October 09, 2016.
13:55	Friday Sermon: Recorded on October 07, 2016.
15:00	Aina
15:50	Persian Service
16:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Interview By Dutch Press [R]
18:55	Aina [R]
19:30	Faith Matters
20:35	Open Forum [R]
21:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:30	Hijrat
23:10	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 Friday 07 October , 2016 Issue No. 41

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ 2016ء کی مختصر رپورٹ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر عالمی بیعت کی بابرکت اور اثر انگیز تقریب میں دنیا بھر کے احمدیوں کی اپنے امام کے ہاتھ پر عہدِ بیعت توبہ کی تجدید

اس سال خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے زیرِ سایہ دنیا بھر کے ایک سو انیس ممالک سے تین سو تین قوموں سے تعلق رکھنے والے پانچ لاکھ چوراسی ہزار تین صد تراسی افراد کی جماعتِ احمدیہ مسلمہ میں شمولیت

'ہمارا خدا زندہ خدا' کے موضوع پر مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن اور 'نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے حسنِ سلوک' کے موضوع پر مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی فاضلانہ تقاریر

رپورٹ مرتبہ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ + فرخ راحیل

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن

اتوار 14/اگست 2016ء

(حصہ دوم)

نظم کے بعد اس اجلاس کی تیسری تقریر اردو زبان میں **مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج و امام مسجد فضل لندن** کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا **'ہمارا خدا، زندہ خدا'۔**

آپ نے خطاب کے آغاز میں سورۃ البقرہ کی آیت 256 کی تلاوت کی۔

آپ نے کہا کہ اس عنوان میں آج کی اس دنیا کے لئے حقیقی نجات کا پیغام ہے جو مادیت میں گُم اور خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر ہوتی جارہی ہے۔ اس دَور میں دہریت کے علاج اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جن کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور غلامی کی برکت سے اس زمانہ میں ایک مُحیی کا مقام حاصل ہوا اور آپؑ نے محمدی فیضان کی برکت سے، گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والی انسانیت کو دائمی نجات اور روحانی زندگی کی نوید دیتے ہوئے کہا:

''آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اِس وقت موسیٰ کا طُور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 346)

آپؑ نے مزید فرمایا کہ: ''زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلا واسطہ ملہَم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلا واسطہ ملہَم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2 صفحہ 311)

اسلام کے پیش کردہ زندہ خدا کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ ذکر فرمایا۔ تقریر کے ابتدا میں جو

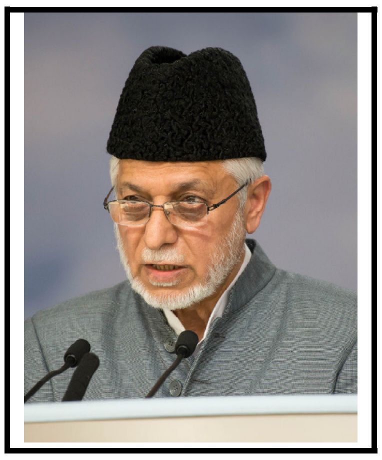

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن

آیت تلاوت کی گئی ہے اس آیت کا مرکزی لفظ اَلْحَیّ ہے جس کا مطلب مسیح پاک علیہ السلام کے الفظ میں یہ ہے کہ وہ خدا زندہ ہے اپنی ذات سے، روحانی اور جسمانی طرز پر زندہ کرنے والا۔ خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانوں کی جان۔ ہر قسم کی زندگی کا دائمی سہارا۔

مقرر موصوف نے تاریخ انبیاء کے حوالہ سے بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ انبیاء کی حفاظت فرمائی اور ان کے دشمنوں کو ناکام و نامراد کیا۔

آپ نے بتایا کہ ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی ایک قادر و توانا اور زندہ خدا کے جلووں کی ایک دلربا تاریخ ہے جو ہر لحاظ سے بے نظیر اور بے مثل ہے۔

آپ نے کہا کہ آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری کی ساری زندگی مقدس آقاؐ کے مقدس نام کی برکت سے زندہ خدا کی تجلّیات سے بھری ہوئی تھی۔ اس بابرکت دَور کا ہر دن کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ کا نقشہ پیش کرتا ہے۔

آپ نے اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ سے بعض واقعات بطور مثال بیان کئے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ زندہ خدا عین ضرورت کے وقت اپنے بندوں کی غیب سے مدد فرماتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بطور مثال پیش کیا۔

آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا تھا اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کہ میں اسے ذلیل کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ اس حوالہ سے زندہ خدا کی قادرانہ تجلّی کا ایک نمونہ ایک شدید معاندِ احمدیت حافظ سلطان کے عبرتناک انجام کی صورت میں بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تیسری بار سیالکوٹ تشریف لائے تو اس شخص نے جو سکول میں استاد تھا لڑکوں کی جھولیوں میں راکھ ڈلوا کر انہیں چھتوں پر چڑھا دیا اور انہیں سکھایا کہ مرزا صاحب جب یہاں سے گزریں تو راکھ ان کے سر پر ڈال دینا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس اہانت اور ظلم کی پاداش میں اس حافظ سلطان پر کیا گزری، یہ داستان جسم پر لرزہ طاری کر دیتی ہے! واقعات اس طرح پر ہیں کہ اس واقعہ کے بعد سیالکوٹ میں سخت طاعون پڑی اور سب سے پہلے اس محلّہ میں طاعون سے حافظ سلطان ہلاک ہوا اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس کے گھرانہ کے 29/افراد جو اس وقت زندہ تھے وہ سارے کے سارے طاعون سے مارے گئے۔ حالت یہ تھی کہ جو شخص بھی مریضوں کی عیادت کرنے آیا وہ بھی مر گیا اور جن لوگوں نے ان مرنے والوں کو غسل دیا وہ بھی مر گئے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ زندہ خدا کی غیر معمولی تائید و نصرت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ غیر معمولی حالات میں جبکہ موت آنکھوں کے سامنے نظر آرہی ہو، اچانک اس کی غالب تقدیر حرکت میں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی حفاظت فرماتا ہے اور موت کو ٹال کر اپنی قدرت کا جلوہ دکھاتا ہے۔ اس ضمن میں بھی آپ نے بعض واقعات پیش کئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے بارہ میں بار بار فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (البقرہ: 21) کہ وہ ہر بات پر غالب قدرت رکھنے والا ہے۔ اور ایسی صورتوں میں جب دنیاوی اعتبار سے حفاظت کا کوئی ذریعہ بھی موجود نہیں ہوتا اور موت کی صورت یقینی اور قطعی نظر آتی ہو اسلام کا خدا ایسے موقعوں پر بھی اپنے پیاروں کی معجزانہ حفاظت فرماتا ہے اور اپنے زندہ ہونے کا چمکتا ہوا ثبوت عطا فرماتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے حضرت قاضی محمد یوسف صاحب اور حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کی زندگیوں میں سے بعض واقعات بیان کئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا، تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے توڑے گا۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

مقرر موصوف نے غیر معمولی طور پر خدائی نصرت اور حفاظت اور بیماریوں میں علاج کی طرف رہنمائی اور معجزانہ شفایابی کے بعض نہایت ایمان افروز واقعات بھی بیان کئے۔ آپ نے کہا کہ اسلام کا زندہ خدا جسمانی زندگی بھی عطا کرتا ہے اور روحانی زندگی بھی۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ اس واقعہ کا تعلق الجزائر سے ہے۔ وہاں کی ایک نو احمدی خاتون نادیہ کاظمی صاحبہ نے چند سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات میں اپنی والدہ کے لئے دعا کی درخواست کی۔ ان کی والدہ کینسر کی مریضہ تھیں اور بیماری بہت بڑھ چکی تھی۔ حضورِ انور نے نہ صرف شفایابی کے لئے دعا کی بلکہ خدائی تصرف کے نتیجہ میں انہیں یہ خوشخبری بھی عطا فرمائی کہ ''اللہ تعالیٰ صحت دے گا اور فضل کرے گا''۔ علاوہ ازیں ان کی

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں